arshia

گرونانک جی کی عظمت

ڈاکٹر رمیش پوکھریال 'نشنک'

مترجم: ڈاکٹر شیخ عقیل احمد

گرونانک جی کی عظمت

ڈاکٹر رمیش پوکھریال 'نشنک'

مترجم

ڈاکٹر شیخ عقیل احمد

عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی ۹۵

© ڈاکٹر رمیش پوکھریال 'نشنک'

نام کتاب : گرونانک جی کی عظمت
مصنف : ڈاکٹر رمیش پوکھریال 'نشنک'
مترجم : ڈاکٹر شیخ عقیل احمد
مطبع : ایچ.ایس. آفسیٹ پرنٹرس، دہلی
سرورق : ٹیم عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی
ناشر : عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی

Guru Nanak Ji Ki Azmat
by **Dr. Ramesh Pokhriyal 'Nishank'**
Translated by **Dr. Shaikh Aquil Ahmad**
1st Edition: 2021 ₹ 300/-
ISBN : 978-93-90682-16-4

ملنے کے پتے

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اُردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔6	011-23260668
کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد، دہلی	011-23276526
رائی بک ڈپو، 734، اولڈ کٹرہ، الہ آباد۔	+919889742811
ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	+919358251117
بک امپوریم، اُردو بازار، سبزی باغ، پٹنہ۔4	+919304888739
کتاب دار، ممبئی۔	+919869321477
ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، حیدرآباد	+919246271637
مرزا ورلڈ بک، اورنگ آباد۔	+919325203227
عثمانیہ بک ڈپو، کولکاتہ	+919433050634
قاسمی کتب خانہ، جموں توی، کشمیر	+919797352280

arshia publications
A-170, Ground Floor-3, Surya Apartment, Dilshad Colony, Delhi - 110095 (INDIA)
Mob: +91 9971775969, +919899706640 Email: arshiapublicationspvt@gmail.com

گرو نانک کی عظمت

ڈاکٹر رمیش پوکھریال نشنک

مترجم

شیخ عقیل احمد

فہرست

	عرض مترجم	5
.1	گرونانک کی عظمت	11
.2	گروجی کی پانچ تیرتھ یاترائیں (اداسیاں/اسفار)	15
.3	گرونانک جی کی زندگی کا تعارف	17
.4	گرونانک دیو جی کی زندگی سے وابستہ کچھ اہم گردوارے	21
.5	بچے نانک کا استادانہ علم	32
.6	سانپ کا سایہ	34
.7	ویدھ کی بیماری	36
.8	سچا سودا	38
.9	سب کچھ تیرا	40
.10	انسانیت ہی سچا مذہب	42
.11	سچی عبادت	44
.12	محنت کی عزت	46

13.	کھیتوں کو پانی	48
14.	انوکھی دعا	50
15.	کوڑا بھیل کو دکھائی نیک راہ	52
16.	مریدوں کے امتحان	54
17.	تبدیلی قلب	56
18.	افضل مذہب نہیں عمل ہونا چاہیے	58
19.	ولی قندھاری کا غرور توڑنا	60
20.	بابر کی تحقیر	63
21.	ایک سچا نام پرماتما کا	64
22.	بابا بڈھا جی سے ملاقات	66
23.	ملتان کے پیروں سے ملاقات	68
24.	گرو انگد دیو جی کو جانشینی	70
25.	گرونانک اور اڑتا قالین	72
26.	خدا کی تلاش	75
27.	گرونانک دیو جی اور کوڑھ کا مریض	77
28.	امیر آدمی اور جنت کی سوئی	79
29.	گدی کا مالک	81

عرضِ مترجم

سکھ مذہب کے بانی اور پہلے گرو، گرو نانک جی کی پیدائش 15/اپریل 1469 کو موضع تلونڈی (ننکانہ، پاکستان) میں ہوئی تھی۔سکھ روایات کے مطابق، گرو نانک کی پیدائش کے وقت اور زندگی کے ابتدائی برسوں میں کئی ایسے واقعات رونما ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ نانک کو خدا کے خاص فضل و رحمت سے نوازا گیا ہے۔ان کے سوانح نگاروں کے مطابق، وہ کم عمری ہی سے اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ پانچ برس کی عمر میں نانک کو مقدس پیغامات پر مشتمل آوازیں سنائی دینے لگیں۔سات برس کی عمر میں ان کے والد نے انھیں اس وقت کے رواج کے مطابق گاؤں کے مدرسے میں داخل کروایا۔ روایات کے مطابق، کم عمر نانک نے حروف تہجی کے پہلے حرف میں، جو حساب میں عدد 1 سے مشابہت رکھتا ہے، جس سے خدا کی وحدانیت یا یکتائی ظاہر ہوتی ہے، اس میں مضمر رموز بیان کر کے اپنے استاد کو حیران کر دیا۔ان کے بچپن کی دیگر روایات بھی نانک سے متعلق حیرت انگیز اور معجزانہ واقعات بیان کرتی ہیں، مثلاً رائے بلار سے منقول ایک روایت کے مطابق کم سن نانک جب سوئے ہوئے تھے تو انھیں تیز دھوپ سے بچانے کے لیے ایک درخت یا دوسری روایت کے مطابق، ایک زہریلا ناگ ان پر سایہ کیے رہا۔

گرو جی کم عمری سے ہی ہمہ وقت مراقبہ اور خدا کے ذکر میں مشغول رہتے۔ گھر والوں کو فکر ہوئی کہ ایسے تو ان کی زندگی برباد ہوجائے گی تو انھوں نے گھریلو کاموں میں مصروف کرنا چاہا مگر وہ اس طرف بھی متوجہ نہ ہوئے۔ بالآخر والدین نے کم عمری میں ہی شادی کردی کہ شاید بیوی بچوں میں لگنے سے ان کے رویے میں کچھ بدلاؤ آئے، مگر اب بھی ان کے حالات میں بدلاؤ آتا نظر نہیں آرہا تھا۔

بہن اور بہنوئی کی سفارش پر سلطانپور کے نواب دولت خان کے ہاں منشی مقرر ہوئے۔ مگر وہاں بھی زیادہ دن نہ رہ سکے اور تیس سال کی عمر میں نہ صرف ملازمت چھوڑ دی بلکہ گھربار کو بھی خیرباد کہہ دیا اور خدا کی معرفت حاصل کرنے کے لیے سیروسیاحت شروع کردی۔ پورے ہندوستان، ایران، عراق و حجاز وغیرہ کے سفر کیے اور چالیس سال تک ان ملکوں کے مقدس مقامات کی زیارت کی۔ حضرت بوعلی قلندر پانی پتی کے پاس ایک مدت تک رہے۔ ملتان کے مشہور بزرگ حضرت بہاؤالدین زکریا کے مزار پر حاضری دی۔ بغداد میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چلّہ کش ہوئے۔ اجمیر شریف میں خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر چالیس دن چلہ کیا۔ حسن ابدال (ضلع اٹک) کی پہاڑی پر بابا ولی قندھاری کی بیٹھک پر حاضر ہوئے اور ٹھہرے۔ پاک پٹن شریف میں شیخ فریدالدین گنج شکر کے مزار پر خلوت نشین ہوئے۔ ابراہیم فرید چشتی جو بابا فریدالدین گنج شکر کی بارہویں پشت سے تھے، کی تعلیم سے ازحد متاثر تھے۔ گرونانک کے کلام کے مجموعے کا نام 'گرنتھ صاحب' ہے جو ابراہیم فرید چشتی کی شاعری سے لبریز ہے۔

بابا گرونانک کی وفات 22 ستمبر 1539 میں قصبہ دربار صاحب، کرتارپور تحصیل شکرگڑھ میں ہوئی تھی۔ ان ایام میں ہندوستان پر شیر شاہ سوری کی حکومت تھی۔ شہنشاہ بابر وفات پاچکا تھا۔ ان دنوں سکھ فرقہ اپنی موجودہ ہیئت میں کہیں نہیں تھا۔ بابا گرونانک کی وفات کے موقع پر کرتارپور کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں سخت نزاع پیدا ہوگیا۔ ہندو اس بات کے دعوے دار تھے کہ بابا ہندو تھے۔ اس لیے ان کی ارتھی کو نذر آتش کیا جائے گا۔ مسلمان اس بات کے دعوے دار تھے کہ بابا جی مسلمان ہیں۔ انھیں کئی بار نماز ادا کرتے بھی دیکھا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی نزاع

میں رات ہوگئی، طے ہوا کہ کل کچھ فیصلہ کیا جائے گا۔ صبح اٹھ کر لوگوں نے دیکھا کہ گرو نانک جی کی لاش غائب ہے اور اس کی جگہ چند پھول پڑے ہوئے ہیں۔ طے ہوا کہ یہ پھول ہندو اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیے جائیں اور دونوں اپنے اپنے مذہبی رواج کے مطابق انھیں نذر آتش کر دیں اور سپرد خاک کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔

گرو نانک جی نے سکھ مذہب کی مکمل عمارت تین رہنما ستونوں پر استوار کی:

1. **نام جپنا:** اس سے مراد ہے خدا کا نام لیتے رہنا، اس کے گیت گاتے رہنا اور ہر وقت اسی کو ذہن و زبان میں تازہ رکھنا۔

2. **کرت کرنی:** اس سے مراد دیانت داری سے محنت کر کے رزق حلال کمانا ہے۔

3. **ونڈ چکنا:** اس سے مراد دولت کو ضرورت مندوں میں بانٹنا اور مل جل کر کھانا ہے۔

بابا کے جانشین گرو انگد نے ان کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے قدیم کلاسیکی پنجابی زبان میں گرمکھی رسم الخط کو متعارف کرایا۔ 1551 میں امرداس تیسرے گورو منتخب ہوئے، ان کی 1574 میں وفات کے بعد چوتھے گورو رام داس نے امرتسر کی بستی آباد کی، جس کے لیے شہنشاہ اکبر نے اخراجات ادا کرنے کے علاوہ 500 بیگھے زمین بھی وقف کی۔ رام داس کی وفات کے بعد 1581 میں ان کے بیٹے گرو ارجن جانشین منتخب ہوئے۔ گورو ارجن دیو نے ہی سکھوں کی مقدس کتاب 'گورو گرنتھ' مرتب کی جس میں پہلے پانچ گروؤں کی (1469 سے لے کر 1708 239 سال پر محیط تعلیمات) کو گرمکھی زبان میں ہی تحریر کیا گیا ہے۔ یہ 3381 اشعار پر مشتمل ہے جو کہ ہندوؤں کی مقدس کتاب 'رگ وید' سے تقریبا تین گنا بڑی ہے۔ اس میں بابا گورو نانک، بھگت کبیر اور بابا فرید کے اشعار شامل ہیں۔

سکھوں کے تمام مذہبی مقامات (گردواروں) میں یہ کتاب موجود رہتی ہے اور مذہبی تہواروں کے مواقع پر اس کتاب کے مندرجات پڑھ کر اور گا کر سامعین کو سنائے جاتے ہیں۔ اس کتاب میں سکھوں کے خدا کی جو پہچان بتائی گئی ہے، وہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

سکھ مذہب کی تعلیمات کے مطابق ہمارا جسم خدا کی دین ہے اور ہمیں اِسے ویسا ہی رکھنا چاہیے جیسا خدا نے عطا کیا ہے۔ اس میں غیر فطری طریقوں سے کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کرنی چاہیے یہ خدا کی ناشکری کے مترادف ہے۔ اسی حکم کی وجہ سے پختہ عقیدے کے مالک سکھ اپنے جسم کے بال نہیں کٹواتے۔ گرونانک جی نے اپنی تعلیمات سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مشترکہ مذہبی ہم آہنگی کی بے حد کوشش کی اور فرقہ وارانہ خلیج کو پاٹنے کی جدوجہد کرتے رہے۔ اس سلسلے میں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ جب گرونانک کو خدا کا عرفان حاصل ہوا تو ان کی زبان سے پہلا اور واحد جملہ جو نکلا، وہ یہ تھا: ''نہ کوئی مسلمان اور نہ کوئی ہندو ہے۔'' اس جملے کا مطلب یہ تھا کہ کوئی بھی حقیقت میں اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق نہ ہندو ہے اور نہ ہی مسلمان، جو شخص ہندو ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے وہ بھی اصلاً اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہے اور جو کوئی مسلمان ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے وہ بھی خالص اسلامی عقائد کا مالک نہیں ہے۔ نہ ہندو کا اعتقاد پختہ ہے اور نہ مسلمان کا، اپنے مذہب کے مطابق عمل کسی کا بھی نہیں ہے۔ بحثیت انسان ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے مذہب کی اصل تعلیمات کو جانیں اور ان پر صحیح طرح سے عمل پیرا ہوں۔

گرونانک جی صرف سکھ مذہب کے بانی نہیں بلکہ وہ ایک عظیم سنت اور ہندوستان کی روح میں بسی ہوئی مذہبی رواداری اور بھائی چارے کی علامت ہیں۔ انھوں نے ایک منفرد روحانی، سماجی اور سیاسی نظام ترتیب دیا جس کی بنیاد مساوات، بھائی چارے، نیکی اور حسن سیرت پر ہے۔ ان کی شخصیت ایسی ہے کہ برصغیر کے تقریباً تمام ہی مذاہب کے ماننے والے انھیں محترم مانتے ہیں اور ان سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ گرونانک کی بنیادی تعلیمات میں غریبوں، مسکینوں اور کمزوروں کی حمایت کا سبق موجود ہے۔ انھوں نے جب کرتار پور کو اپنی تعلیمات کی اشاعت و تبلیغ کا مرکز بنایا تو وہاں ہر خاص و عام کے لیے لنگر کا انتظام بھی اسی لیے کیا تا کہ وہاں بلا تفریق غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کو کھانے پینے کی سہولت میسر آسکے اور ان میں اکثریت ایسے افراد کی تھی جو اپنے علاقے میں ہونے والے مظالم سے تنگ آکر یہاں مقیم ہو گئے تھے، جن کی حفاظت کا بیڑا خود گرونانک جی اور ان کے مریدوں نے اٹھایا۔ اس طرح

ان کی تعلیمات کا شہرہ دور دراز تک پھیل گیا اور دن بدن ان کے پیروؤں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

گرونا نک جی نے 'اک اونکار' یعنی ایک خدا کا پرچار بھی کیا۔ ایسا کر کے آپ نے تنگ نظری اور خود غرضی کے تحت بنائے گئے غلط قانون کے تحت ڈھونگ رچانے والوں کے فریب کا پردہ چاک کر دیا۔ توحید یعنی ایک خدا کی پرستش کی دعوت گرونا نک جی کی تعلیمات میں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ اردو کے مشہور شاعر علامہ اقبال نے گرونا نک کو بہت عمدہ خراج عقیدت پیش کیا ہے، ان کی شہرۂ آفاق نظم 'نا نک' کا آخری شعر ہے ؎

پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مردِ کامل نے جگایا خواب سے

اس میں انھوں نے گرو جی کی اسی دعوتِ توحید کی طرف اشارہ کیا ہے۔

گرو نا نک اپنے طویل اسفار کے دوران جہاں بھی جاتے وہاں کے مہا پرشوں، وِدوانوں، پنڈتوں، صوفیوں اور دوسرے صاحبِ علم لوگوں سے مل کر تبادلۂ خیال کرتے۔ اس طرح آپ نے علم کا ایسا خزانہ حاصل کیا اور راستی کا ایسا راستہ ڈھونڈ لیا جس پر چل کر ہی آج ہمارا ملک ترقی کر سکتا ہے۔ آج ضرورت ہے کہ ہم گرونا نک دیو جی جیسی عظیم روحانی شخصیت کی زندگی سے واقفیت حاصل کریں اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر ملک کو امن و آشتی اور بھائی چارہ و یکجہتی کا گہوارہ بنائیں۔

گرونا نک دیو جی کے پیغام میں زندگی کا ایسا راز ہے جس کو پا لینے سے بھارت ہی نہیں، دنیا بھر کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ گرو نا نک مذہبی پیشوا ہی نہیں، ایک وسیع الجہات شخصیت کے مالک تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کا ذکر آتے ہی بہت سے لوگوں کا سر عقیدت کے ساتھ جھک جاتا ہے۔ مگر آج کے ماحول میں محض ان سے عقیدت کافی نہیں ہے اور نہ مفید ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم گرونا نک جی کے پیغام کو ذہن نشین کریں اور دوسروں کو بھی اس پیغام پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔ اسی مقصد سے وزیر تعلیم حکومت ہند عالی جناب ڈاکٹر رمیش پوکھریال نشنک نے گرونا نک جی کی زندگی کے بصیرت افروز حالات و واقعات پر مشتمل یہ کتابچہ مرتب کیا

ہے۔ جو دراصل ہندی زبان میں ہے اور ہم اس کا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ قارئین گرونانک جی جیسے عظیم ہندوستانی سنت اور انسانیت و اخوت کے مبلغ کی زندگی سے سبق حاصل کریں گے اور ان کی تعلیمات و پیغامات کو اپنی عملی زندگی میں اتار کر ایک بہتر سماج اور مادی و روحانی سطح پر خوشحال دیش کی تعمیر میں اپنا ضروری کردار ادا کریں گے۔

شیخ عقیل احمد

(ڈائرکٹر، قومی اردو کونسل، نئی دہلی)

13 نومبر 2020

گرونانک کی عظمت

حال ہی میں یونیسکو کے سکریٹری جنرل آندرے اجولے مجھ سے ملنے آئے تو انھوں نے پوری دنیا میں اسکولی بچوں کے اندر تشدد، عدم برداشت، بے اطمینانی، بدنظمی اور ذہنی تناؤ کے چیلنجز پر گہری فکرمندی کا اظہار کیا تو میں نے ان سے کہا کہ ان سب مسائل کا علاج اقدار و ثقافت پر مبنی تعلیم کے ذریعے ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے سب سے وسیع مذاکرہ اور طویل غور و فکر کے بعد تشکیل میں آنے والی ہماری تعلیمی پالیسی وضع کی گئی ہے، جو بھارت مرکوز ہونے کے ساتھ قومی تہذیب و ثقافت اور انسانی اقدار سے مالا مال ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ تعلیم کے میدان میں درپیش چیلنجز سے نمٹنے کا یہ سب سے آسان اور مناسب راستہ ہے۔ ہم انسانی اقدار کی تعلیم سے ہی اپنے بچوں کو اچھائی کا راستہ دکھا سکتے ہیں۔

اس دنیا میں شروع سے ہی اچھائی اور برائی دونوں طرح کے طرزِ فکر پائے جاتے رہے ہیں۔ دونوں کے درمیان وقتاً فوقتاً کشمکش بھی ہوتی رہی ہے اور آخر میں ہمیشہ سچائی اور حق کی جیت اور جھوٹ کی ہار ہوئی ہے۔ رامائن، مہا بھارت، گوربانی اور کسی بھی مذہب کی کتابیں ہمیں اچھائی، انسان دوستی کی تلقین کرتی ہیں۔ آج بھی اگر ہم اپنے مذہب اور اپنی ذمے داریوں کے شعبے میں حق کی تلاش کریں اور اسے اختیار کرکے اس پر عمل کریں اور ناحق کو چھوڑ دیں تو اس

سے بنی نوع انسان پر بے پناہ احسان ہوگا اور پوری انسانیت فلاح یاب ہوجائے گی۔ اگرحق کو نظر انداز کرتے رہے جیسا کہ آج کل کا عام رجحان ہے تو کسی کا بھی فائدہ نہیں ہوگا۔آج کل حق پر عام طور پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے پوری دنیا میں بدامنی اور رنج والم کا ماحول پایا جاتا ہے۔ اس مشکل کا حل صرف مذہبی، روحانی کتابوں سے حق کی آگاہی حاصل کرکے اس کے مطابق سماج کی تشکیلِ نو کو یقینی بنا کر نکال سکتے ہیں۔

بھارتی ثقافت نے انسانی تہذیب کی روحانی اعانت میں ہمیشہ ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ ثقافت روحانیت کا ایک جاری چشمہ ہے جس کو رشیوں منیوں، سنتوں، گروؤں اور صوفیوں نے اپنی زندگی اور اعمال و کردار کے ذریعے مسلسل سینچا ہے۔ انھی کے ناموں سے بھارت کی بیش قیمت ثقافت کو مضبوطی ملتی رہی ہے۔ ان سب میں گرونانک دیو جی کا نام بہت ہی مقدس ہے۔ ان کی 550ویں سالگرہ مناتے ہوئے یہ خیال ہمیں سرشار کر رہا ہے کہ ہم اس تاریخی لمحے کے گواہ بن رہے ہیں۔ پوری دنیا میں گورو جی سے منسوب طرح طرح کے پروگرام ہو رہے ہیں۔ بھارت سرکار گرو جی کے نام سے بیرونی ممالک میں ریسرچ بینچ قائم کرنے جا رہی ہے اور گورونانک جی کی بانی کو تمام بھارتی زبانوں میں بھی منتقل کرنے کا کام کر رہی ہے۔

گرونانک دیو جی نے آج سے پانچ صدی پہلے بنگال، مہاراشٹر، سندھ، بنارس، راجستھان کے عظیم سنتوں کی الگ الگ بھاشاؤں میں لکھی گئی تخلیقات کو جمع کرکے یہ ثابت کیا کہ زبانیں بہتی ندیاں ہوتی ہیں، دیواریں نہیں ہوتیں۔ وہ انسانیت کو ایک دھاگے میں پرو کر لوگوں کی تہذیب و ثقافت کو ثروت مند بناتی ہیں۔

گرونانک دیو جی نے ہمیں سچی تعلیم کی اہمیت بتائی ہے۔ ان کے مطابق جو تعلیم انسانیت

کے تئیں خیر خواہی سکھائے وہی سچی تعلیم ہے۔ جو تعلیم اپنے لوگوں کو غلام بناتی ہے وہ تعلیم کے نام پر فریب ہے۔ گرونانک جی کی تعلیم کا بنیادی خلاصہ یہی ہے کہ خدا کی ذات ایک، بے انتہا، سب سے طاقت وراور ازلی سچائی ہے۔ وہ ساری کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس کا ذکر سب سے اہم اور ضروری ہے اور اس کی تعلیم کسی پیغمبر اور اس کے فرستادہ گرو کے ذریعے ہی حاصل ہوتی ہے۔ گرونانک کی وانی بھکتی، علم اور زہد سے عبارت ہے۔ انھوں نے اپنے پیروؤں کو زندگی میں بھکتی کو اپنانے کی راہ دکھائی۔

اونچ نیچ کی مخالفت کرتے ہوئے گرونانک دیو جی اپنی وانی 'جپوجی صاحب' میں کہتے ہیں کہ 'نانک اتمو نیچو نہ کوئی' جس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کی نگاہ میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے۔ پھر بھی اگر کوئی بندہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھے تو خدا ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ تبھی ہوتا ہے جب انسان خدا کا ذکر کرکے اپنے کبر وغرور کو دور کر لیتا ہے، اس وقت بندہ خدا کی نگاہ میں سب سے بڑا ہو جاتا ہے اور اس کے برابر کوئی نہیں ہوتا۔

نانک جی نے ہمیشہ اچھے کاموں کی تعلیم دی۔ وہ ہمیشہ ذات پات کے خلاف رہے، انھوں نے بتایا کہ انسانیت تو ایک ہی ہے پھر ذات پات کی وجہ سے اونچ نیچ کیوں ہونی چاہیے؟ گرونانک جی نے کہا کہ انسان کی ذات نہیں پوچھنی چاہیے کیوں کہ خدا ہمیشہ بندے کے اعمال کو دیکھتا ہے۔ جب بندہ خدا کے یہاں جائے گا تو وہاں اس کی ذات نہیں پوچھی جائے گی صرف اس کے اعمال ہی دیکھے جائیں گے۔

گرونانک دیو نے جادو ٹونا کی بھی تنقید کی۔ وہ ہندو اور مسلمانوں کے درمیان ایک پل کی طرح ہیں۔ انھوں نے پورے سماج کو ہم آہنگی، رواداری کے دھاگے میں پرو کر 'گرو کا لنگر' شروع کیا۔ جس میں ایک ہی ساتھ بیٹھ کر کھانے کی روایت ہے۔ آج بھی دنیا بھر کے گردواروں میں جب لنگر کا انتظام ہوتا ہے تو ہمیں گرونانک جی کی دور بینی کو محسوس کرنے کا موقع ملتا ہے۔ نانک کی شخصیت میں سبھی خوبیاں تھیں۔ انھوں نے انتہا پسندی اور بدتہذیبیوں کے خلاف ہمیشہ ہی اپنی آواز بلند کی۔ سنت لٹریچر میں گرونانک اکیلے چمکتے ستارے کے روپ میں نظر آتے ہیں۔ نانک جی کی شاعری میں فارسی، ملتانی، پنجابی، سندھی، کھڑی بولی، عربی، سنسکرت اور برج

بھاشا کے الفاظ سما گئے تھے۔

گرو مہاراج نے کہا کہ معبود ایک ہے،اس تک پہنچنے کے راستے الگ الگ ہیں۔ہمیں ایسے خدا کی عبادت کرنی چاہیے۔گرو جی نے بتایا کہ خالق ہی سب کی حفاظت کرتا ہے۔گرو جی نے اس بات پر خاص زور دیا کہ ہمیں ثواب کی نیت سے ہی مذہبی رسوم ادا کرنی چاہیے،انھوں نے ہمیشہ خدا کو حاضر ناظر جاننے کی تلقین کی۔گرو جی زیادہ مال جمع کرنے کے خلاف تھے۔ان کا کہنا تھا کہ ہمیں اپنا گزارا کر کے دوسروں کی بھلائی میں بھی کمائی کا کچھ حصہ لگانا چاہیے۔گرو جی نے اس زمانے میں بھی مرد و خواتین کی برابری کی وکالت کی۔گرو جی نے ایک ایسے سماج کی تشکیل پر زور دیا جو انسانیت کے اصولوں پر مبنی ہو۔تیزی سے بدلتے عالمی حالات میں ہم دہشت گردی،ماحولیات،غیر برابری،تشدد،عدم برداشت جیسے چیلنجز سے جوجھ رہے ہیں ایسے میں گرونانک جی کے پیغامات بے پناہ اہمیت کے حامل ہیں۔

میرا ماننا ہے کہ امن و امان،مساوات،محبت،بھائی چارہ پر مبنی شاندار دنیا کی تعمیر کے لیے گرو جی کے پیغامات حوصلہ افزا ثابت ہوں گے۔

گروجی کی پانچ تیرتھ یاترائیں (اداسیاں/اسفار)

گروجی کی زندگی کے بارے میں جاننے سے پہلے ان کے اسفار کے بارے میں جان لینا ضروری ہے۔ جب ہم گروجی نانک دیو جی کی زندگی کے واقعات کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے پانچ اہم اسفار کیے جن کے دوران انھوں نے اپنے علم وعرفان سے سب کو مستفید کیا۔

سکھ مذہب کے پہلے گرو گرونانک دیو جی اپنے چار ساتھی مردانا، لہنا، بالا اور رام داس کے ساتھ تیرتھ یاترا پر نکل پڑے اور چاروں طرف گھوم کر اپنے پیغام پہنچانے لگے۔ کہتے ہیں کہ 1500 سے 1524 تک انھوں نے کل پانچ مرتبہ دنیا کے بڑے حصے کا سفر کیا، جس میں بھارت، افغانستان، فارس اور عرب کے اہم مقامات شامل ہیں۔ ان اسفار کو پنجابی زبان میں 'اداسیاں' کہا جاتا ہے۔ ان اداسیوں کا ذیل میں مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

1. **پہلی اداسی:** گرونانک جی کی پہلی اداسی 1500 عیسوی سے 1506 تک رہی۔ اس دوران انھوں نے سلطان پور، تلمبا (موجودہ مخدوم پور، ضلع ملتان) پانی پت، دہلی، بنارس (وارانسی)، نان کمتا (ضلع نینی تال، یوپی)، ٹانڈہ ونجارا (ضلع رامپور)، کامروپ (آسام)، آسادیش (آسام)، سید پور (موجودہ امین آباد، پاکستان)، پسرور (پاکستان)، سیالکوٹ (پاکستان) وغیرہ مقامات کا دورہ کیا۔ تب ان کی عمر 37-31 سال ہوگی۔
2. **دوسری اداسی:** گرونانک جی کی دوسری اداسی 1506 عیسوی سے 1513 عیسوی تک رہی۔ اس دوران انھوں نے دھنساری گھاٹی، سانگلا دیپ (سلون)، وغیرہ مقامات کا سفر کیا۔ کہتے ہیں کہ تب ان کی عمر 44-37 سال تھی۔

3. **تیسری اداسی:** گرونانک جی کی تیسری اداسی 1514 عیسوی سے 1518 عیسوی تک رہی۔ اس دوران انھوں نے کشمیر،سمیر پروت، نیپال، تاشقند، ہماچل، سکّم، تبّت وغیرہ مقامات کا سفر کیا۔اس وقت گرو جی کی عمر 49-45 سال تھی۔

4. **چوتھی اداسی:** گرونانک جی کی چوتھی اداسی 1519 عیسوی سے 1521 عیسوی تک رہی۔ اس دوران انھوں نے بہاولپور، سادھو بیلا (سندھو)، مکہ، مدینہ، بغداد، بلخ و بخارا، کابل، قندھار، ایمن آباد وغیرہ مقامات کا سفر کیا۔تب ان کی عمر 52-50 سال تھی۔

5. **پانچویں اداسی:** گرونانک جی کی پانچویں اداسی 1523 سے 1524 تک رہی۔ اس دوران انھوں نے پنجاب کے کئی مقامات کا سفر کیا۔اس وقت ان کی عمر 56-54 سال تھی۔ باباجی نے اپنے سفر کے دوران ہری دوار، ایودھیا، پریاگ، کاشی، گیا، پٹنہ، منی کرن، جگن ناتھ پوری، رامیشور، سومناتھ، دوارکا، نرمدا تٹ، بیکانیر، پشکر تیرتھ، دلی، کروکشیتر، لاہور وغیرہ کا بھی دورہ کیا تھا۔

اپنے اسفار سے فارغ ہونے کے بعد وہ کرتار پور میں بس گئے اور 1539 عیسوی تک وہیں رہے۔ باباجی نے پانچ اداسیوں میں لگ بھگ چوبیس سال بتائے۔ کہتے ہیں کہ جب گرونانک ایمن آباد کے سفر پر تھے تب بابر نے بھارت پر حملہ کیا تھا۔گرونانک نے خود اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا تھا۔اس کے خلاف انھوں نے آواز بلند کی اور اپنی وانی میں بابر کو جابر کہا۔

گرونانک جی کی زندگی کا تعارف

ہمارا ملک عظیم مقدس شخصیات، رشیوں، گروؤں، سنتوں اور مشہور زمانہ شخصیات کی سرزمین ہے۔ اس متبرک سرزمین پر وقتاً فوقتاً عظیم گروؤں اور سنتوں نے جنم لیا ہے جنھوں نے نہ صرف بھارت بلکہ پوری عالم انسانیت کے مستقبل کو ایک نئی سمت دے کر اسے الوہیت اور خدائی روشنی سے ہم کنار کیا ہے۔ ایسے ہی عظیم انسانوں میں سے ایک تھے سکھ مذہب کے بانی اور سب سے پہلے گرونانک جی جنھیں ہم گرونانک جی، گرونانک دیو جی، بابا نانک اور نانک شاہ نام سے بھی جانتے ہیں۔

گرونانک دیو جی کا جنم راوی ندی کے کنارے واقع رائے بھوئے کی تلونڈی (موجودہ ننکانہ صاحب، پاکستان)، نام کے گاؤں میں 1469 میں کارتک پورنیا کو ایک کھتری خاندان میں ہوا۔ ان کے والد کا نام مہتا کلیان داس جی (مہتا کالو) اور والدہ کا نام ترپتا دیوی تھا، بہن کا نام بے بے نانکی جی تھا۔ پیدائش کے وقت جب پنڈت جی نے مہتا کلیان داس جی سے کہا کہ دائی سے یہ پوچھو کہ پیدائش کے وقت بچے نے کیسی آواز نکالی تھی؟ تو مہتا جی کے پوچھنے پر دولتاں دائی نے بتایا کہ پنڈت جی! میرے ہاتھوں سے بہت سے بچوں کی پیدائش ہوئی ہے مگر میں نے آج تک ایسا بچہ نہیں دیکھا۔ عام طور پر بچے تو روتے ہوئے

پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ بچہ تو ہنستے ہوئے پیدا ہوا ہے۔گویا دوپہر کا سورج چڑھ گیا ہو اور پورے میں گھر میں خوشبو پھیل گئی ہو۔ دائی کی باتوں سے پنڈت جی کو لگ گیا کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہیں، بلکہ مستقبل کا عظیم انسان ہے۔گرونانک جی کے اس دنیا میں ظہور پر گورداس جی نے کہا ہے ۔

"ستی گرونانک پرگٹیا مٹی دھند جگ چانن ہوآ
جیوکر سورج نکلیا تارے چھپے اندھیر پلوآ
سندھ بکے گرجیگاوَلی بھنّی جائی نہ دھیر دھروآ
جتھے بابا پیر دھرے پوجا آسن تھاپن سوآ
سدھ آسن سبھ جگت دے نانک آدی متے جے کوآ
گھر گھر اندر دھرمسال ہووے کیرتن سدا وسوآ
بابے تارے چار چکے نوکھنڈ پرتھمی سچا ڈھوآ
گورمکھ کلی وِچ پرگٹ ہوآ"

بچپن میں ہی گرونانک جی میں فکر و شعور کے واضح آثار نظر آنے لگے تھے۔ دنیاوی کاموں میں ان کا دل نہیں لگتا تھا۔ وہ دنیاوی امور سے دور تفکر و تدبر میں مشغول رہتے۔ ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے متفکر ہوکر جب وہ پڑھنے لکھنے کی عمر میں پہنچے تو والدین نے انھیں گورو کل بھیجا۔لیکن سات آٹھ سال کی عمر میں ہی نانک جی نے خدا، روح اور نجات کے حوالے سے ایسے گہرے اسرار والے سوالات اپنے استاذ سے پوچھے کہ انھوں نے کہا" نانک تو خدا کا پیغامبر ہے، سنت ہے جو کہ انسانیت کو حق کا راستہ دکھانے کے لیے اس دنیا میں آیا ہے"۔ اور استاد نے اسی وقت انھیں باعزت طریقے سے ان کے گھر چھوڑ دیا۔ اس طرح نانک جی کی روایتی تعلیم کا سلسلہ ختم ہوگیا۔

دنیاوی امور میں ان کی عدم دلچسپی کی وجہ سے والدین نے ان کا گھر بسانے کا سوچا اور سولہ سال کی عمر میں انھوں نے گورداسپور ضلع میں واقع لاکھوکی کے رہنے والے مولا کی بیٹی سُلکھنی سے ان کی شادی کردی۔ 32 سال کی عمر میں ان کے پہلے بیٹے بابا شری چند جی کی

پیدائش ہوئی اور چار سال بعد دوسرے بیٹے بابا لکھمی داس جی کی پیدائش ہوئی۔ دونوں بچوں کی پیدائش کے بعد 1507 عیسوی میں حق کی تلاش اور انسانیت کی فلاح کے لیے نانک جی اپنے خاندان کی ذمے داری اپنے سسر پر چھوڑ کر بھائی مردانا، لہنا، بالا اور رام داس کو لے کر اداسیوں (سفر) پر نکل پڑے۔

گرونانک جی نے تمام انسانیت کے مفاد اور فلاح کے لیے چار اداسیاں مختلف سمتوں میں کیں۔ ان اسفار میں بھارت کے علاوہ شری لنکا، سعودی عرب، عراق، ایران اور افغانستان جیسے ممالک شامل تھے۔ نانک جی کے اسفار میں ان کے ساتھ ان کے بھائی مردانا بھی تھے۔ ان اسفار کا مقصد انسانیت کی بھلائی اور دوسری مذہبی روایات کے ساتھ مکالمہ قائم کرکے حق کے راستے کو واضح کرنا تھا۔ مختلف مذہبی نظریات کے حامل لوگوں کے ساتھ مذاکرہ اور تبادلۂ خیال کی بنیاد پر نانک جی اس نتیجے پر پہنچے کہ خدا ایک ہے اور وہ ہر جگہ موجود ہے۔ خدا تک پہنچنے اور اسے پانے کے لیے بے مقصد ڈھونگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نانک جی نے اپنی ان مذہبی و روحانی قدروں کو اپنی وانیوں، تعلیمات اور اعمال کے ذریعے بیان کیا ہے۔ نانک جی کی مشہور وانیوں میں جپو، آسا کی وار، پہرے، الاہیاں، کچ جی، سُچ جی، دکھنی، اونکار، بارہ ماہ، سدھ گوسٹی وغیرہ اہم ہیں۔ ان وانیوں میں نانک جی کے کومل، جذبات سے لبریز اور سادہ دل نے فطرت سے ہم آہنگ ہوکر جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ غیر معمولی اور نرالے ہیں۔ ان کی زبان جوئے رواں کی طرح ہے جس میں پنجابی، سندھی، کھڑی بولی، فارسی اور عربی زبان تک کے الفاظ شامل ہوگئے ہیں۔ سنت لٹریچر میں نانک جی ان سنتوں کی فہرست میں شامل ہیں جنھوں نے عورت کو خاص عزت واحترام دیا ہے۔

نانک جی کی تعلیم تھی کہ 'نام جپو، کیرت کرو اور ونڈ چھکو' اس تعلیم کو انھوں نے صحبت اور لنگر کے ذریعے محسوس طور پر لوگوں تک پہنچایا۔ سنگت (صحبت) میں صلاحیتوں کی بنیاد پر سربراہ (گرو) کے انتخاب کا فیصلہ بھی نانک جی کا ہی تھا۔ ہر ایک عظیم سنت کی طرح نانک جی نے بھی اپنے افکار اور فلسفیانہ نظریات میں مسلسل ترمیم واضافہ کیا ہے۔ زندگی کے آخری دنوں میں تو نانک جی کی شہرت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور ان کے افکار میں بھی بدلاؤ دکھائی پڑتا ہے۔ اپنے

اسفار سے فراغت کے بعد انھوں نے خاندان کے ساتھ رہتے ہوئے عوامی فلاح کے کاموں کے لیے خود کو وقف کر دیا۔اسی جگہ رہتے ہوئے انھوں نے کرتار پور نامی شہر بسایا اور انسانیت کی خدمت کے لیے یہاں ایک عظیم دھرم شالہ کی تعمیر کروائی۔ اسی جگہ 22 ستمبر 1539 کو تمام انسانیت کی خدمت، بھائی چارہ اور عوامی فلاح کا پیغام دے کر ان کی روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا۔ پوری دنیا کو ایسا لازوال پیغام دیا جو آنے والی صدیوں تک پوری انسانیت کو اپنی روشنی سے منور رکھے گا۔ بھائی گورداس جی نے درست کہا ہے۔

کلی جگ بابے تاریا ستی نامو منتر سنائیا
کلی تارن گرو نانک آئیا

گرونانک دیو جی کی زندگی سے وابستہ کچھ اہم گردوارے

گرونانک دیو سکھ مذہب کے بانی اور سکھوں کے پہلے گرو ہونے کے علاوہ پوری انسانیت کے لیے نمونہ ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ آج جب ہم پورے امنگ، جوش اور ولولے کے ساتھ شری گورونانک دیو جی کا 550واں پرکاش اُتسو منا رہے ہیں تو ہمیں اپنے بچوں کو شری گرو جی سے وابستہ عبادت گاہوں سے متعارف کروانا بھی ضروری ہے۔ گردوارہ جیسا کہ واضح ہے دو الگ الگ لفظ 'گرو' اور 'دوارا' سے مرکب ہے، پس گردوارہ کا لفظی معنی ہے گرو کے داخلے کا دروازہ۔ یعنی گرودوارہ وہ پاک جگہ ہے جہاں کوئی بھی بغیر کسی بھید بھاؤ کے عقیدت کے ساتھ گرو جی کی خدمت میں جاکر زندگی کی نئی امنگ اور حوصلہ حاصل کرسکتا ہے۔ گردواروں میں گرونانک جی کی عظمت سے جڑے پروچن، کیرتن سن کر اپنی فلاح ونجات کا سامان کرسکتا ہے۔ گرو جی کی وانی بھکتی، علم اور زہد سے عبارت ہے۔ گرو جی نے اپنے پیرووں کو جو تعلیم دی اگر اسے اپنی زندگی میں اتار لیا جائے تو زندگی واقعی کامیاب ہوسکتی ہے۔

ان سبھی مذہبی مقامات کو میں ایک حیرت انگیز طاقت اور حوصلے کا منبع مانتا ہوں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان تمام مذہبی مقامات سے گرونانک جی کی زندگی کے اہم سانحات وابستہ ہیں۔ 1947 میں تقسیم ہند کے بعد شری گرونانک دیو جی کی زندگی سے وابستہ کچھ اہم گردوارے پاکستان میں چلے گئے ہیں لیکن زیادہ تر ہندوستان میں ہیں۔ ان نہایت اہم گردواروں کے ساتھ گرو مہاراج کی زندگی کی کئی حوصلہ افزا یادیں جڑی ہوئی ہیں۔ گرو جی کے بارے میں سب سے اچھی بات یہ لگی کہ انھوں نے ہمیشہ اپنی شیریں وآسان وانی سے انسان کا دل جیتا۔ لوگوں کو بے حد آسان زبان میں سمجھایا کہ سبھی انسان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

انھوں نے سماج کے ہر طبقے تک برابری، آپسی محبت، بھائی چارے کا پیغام دیتے ہوئے بتایا کہ خدا ہی سب کا خالق ہے، ہم سب اس کی اولاد کی طرح ہیں اور ایک باپ کی اولاد ہوتے ہوئے ہم اونچ نیچ کیسے ہوسکتے ہیں؟ ان گردواروں کے ذریعے انھوں نے سماج میں پائے جانے والے بھید بھاؤ کو دور کرتے ہوئے اصولوں پر مبنی زندگی جینے کی تلقین کی۔ سماجی ہم آہنگی کی مثال قائم کرتے ہوئے گروجی نے چاروں طرف مذہب کی تبلیغ کر کے خود کو ایک نمونہ کے روپ میں پیش کیا۔ سبھی گردواروں میں اونچ نیچ کا بھید بھاؤ مٹانے کے لیے لنگر کی روایت شروع کی۔ سچ مانیے تو ان گردواروں کی زیارت کرنا اپنے آپ میں ایک انوکھا تجربہ ہے۔ یہی انسان اپنی فلاح اور عقیدت کے جذبے کے ساتھ آکر خدائے برتر سے حوصلہ پا کر اچھے کاموں کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ ہزاروں مقامات گرو صاحب کے مشہور واقعات سے جڑے ہیں مگر یہاں ہم صرف دس مرکزی گردواروں کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ گرونانک جی سے جڑے دو گردوارے اتراکھنڈ میں ہیں۔ ان دونوں کا یہاں ذکر کر رہا ہوں کیوں کہ ان دونوں پاک مقامات پر میں کئی بار گروجی کا آشیرواد لینے گیا ہوں اور دونوں مقامات سے میرا جذباتی لگاؤ ہے۔

شری ریٹھا صاحب گردوارہ

شری ریٹھا صاحب گردوارہ سبھی سکھوں کے لیے عقیدت و دلچسپی کا مرکز ہے۔ اس کی ایک تاریخ ہے کہ شری گرونانک جی نے اس جگہ کا دورہ کیا تھا۔ اس جگہ کا نام ریٹھا صاحب پڑنے کے پیچھے ایک اسطوری کہانی ہے جو کچھ اس طرح ہے:

اس جگہ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ سن 1501 میں شری گرونانک دیو اپنے مرید بالا

کے ساتھ یہاں آئے تھے۔ ریٹھا صاحب اتراکھنڈ کے چمپاول ضلع میں ڈیوری نامی ایک چھوٹے سے گاؤں میں واقع ہے۔اس گردوارے کو سکھ نہایت مقدس مانتے ہیں۔سمندری سطح سے سات ہزار فٹ پر واقع یہ جگہ چمپاول سے لگ بھگ 27 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔

کہا جاتا ہے کہ گرو نانک جی گورکھ پنتھی جوگی سے مذہبی اور روحانی مذاکرے کے لیے یہاں آئے تھے۔ یہ جگہ ایک خاص طرح کے میٹھے ریٹھا پھل (صابن کا پھل) کے پیڑوں کے لیے بھی مشہور ہے۔اس دوران گرو نانک دیو جی کی ملاقات سدھ منڈلی کے مہنت گرو گورکھناتھ کے چیلے ڈھیر ناتھ سے ہوئی۔اس ملاقات کے بعد دونوں آپس میں تبادلۂ خیال کرنے لگے۔ دونوں گروؤں کے اس تبادلۂ خیال کے دوران بھائی مردانا کو بھوک لگی اور انھوں نے گرو نانک سے بھوک مٹانے کے لیے کچھ مانگا تبھی گرو نانک دیو جی نے پاس میں واقع ریٹھا کے پھل توڑ کر کھانے کو کہا، ریٹھا پھل عام طور پر ذائقے میں کڑوا ہوتا ہے،لیکن جو ریٹھا کا پھل گرو نانک دیو جی نے بھائی مردانا جی کو کھانے کے لیے دیا تھا وہ ان کی کراماتی نظر سے میٹھا ہو گیا جس کے بعد اس مذہبی مقام کا نام اس پھل کی وجہ سے ریٹھا صاحب ہو گیا۔اس گردوارے کے نزدیک ڈھیر ناتھ مندر واقع ہے۔ بیساکھی پورنیما کے موقعے پر اس مندر میں ایک بڑے میلے کا انعقاد کیا جاتا ہے۔روحانی سکون کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ یہ گردوارہ صدیوں سے آپسی بھائی چارہ کی بھی علامت ہے۔ آپ چمپاول ضلع میں ناگ ناتھ مندر، بالیشور مندر، کرانتیشور مہادیو مندر، پنچیشور مندر اور آدتیہ مندر وغیرہ کی بھی زیارت کر سکتے ہیں۔

گردوارہ نانا کمتا صاحب

شری گرو نانک دیو مہاراج تیسری اداسی کے دوران یعنی قریب پانچ سو سال پہلے نانا کمتا پہنچے تھے۔ نانک متّا کا پرانا نام 'سدھ متا' تھا۔گرو نانک دیو جی اپنی کیلاش یاترا کے دوران وہاں رکے تھے اور بعد میں سکھوں کے چھٹے گرو ہرگووند صاحب کے قدم بھی یہاں پڑے۔

گرو نانک دیو جی نے سنہ 1508 میں اپنی کیلاش یاترا کی جسے تیسری اداسی بھی کہا جاتا ہے۔اس کے دوران ریٹھا صاحب سے چل کر بھائی مردانا جی کے ساتھ یہاں آرام کیا تھا۔

بتایا جاتا ہے کہ پرانے وقت میں اس جگہ گھنا جنگل ہوا کرتا تھا پرانی پیری مریدی کی روایت کے مطابق یہاں گورکھناتھ کے مریدوں کا آشرم تھا۔ گورکھناتھ سے جڑے مقام کی وجہ سے ہی اس کا نام گورکھناتھ پڑا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ یہاں ایک پیپل کا سوکھا درخت تھا۔ جب نانک دیو یہاں رکے تو انھوں نے اسی پیپل کے پیڑ کے نیچے اپنا آسن جمایا تھا۔ گرو جی کے پاک قدم پڑتے ہی یہ پیپل کا درخت سرسبز ہوگیا۔ تیز طوفان اور آندھی کی وجہ سے پیپل کا درخت اکھڑنے لگا تو گرو جی نے اپنا پنجہ لگا دیا۔ جس کی وجہ سے درخت وہیں رک گیا۔ شری گرو جی کی تعظیم میں اس جگہ کا نام نانک متا ہوگیا۔ صاحب کے قریب ہی نانک ساگر ڈیم واقع ہے، جسے نانک ساگر کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ گردوارہ نانک متا صاحب کے نام سے ہی اس قصبے کا نام نانک متا پڑا۔ یہاں سبھی مذہب کے لوگ رہتے ہیں جس میں سکھ مذہب کے لوگوں کی اچھی خاصی آبادی ہے۔

ننکانہ صاحب، پاکستان

ننکانہ صاحب گرو نانک جی سے جڑا سب سے مشہور گردوارہ ہے جسے اس جگہ پر بنایا گیا جہاں سکھ مذہب کے بانی گرو نانک کا جنم مانا جاتا ہے۔ مانا جاتا ہے کہ گردوارہ اسی جگہ واقع ہے جہاں گرو نانک کی پیدائش مہتا کالو اور ترپتا کے یہاں ہوئی تھی۔ گردوارہ ننکانہ صاحب نو اہم گردواروں کے ایک گروپ کا حصہ ہے۔ ننکانہ پاکستان کے صوبہ پنجاب میں واقع ایک شہر ہے اس کا موجودہ نام سکھوں کے پہلے گرو نانک دیو

جی کے نام پر پڑا ہے۔ اس کا پرانا نام رائے بھوئی دی تلونڈی تھا۔ یہ لاہور سے 80 کلومیٹر جنوب مغرب میں واقع ہے۔ یہ دنیا بھر کے سکھوں کی مشہور زیارت گاہ ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گرو نانک دیو کے مقام پیدائش پر گردوارہ تعمیر کروایا تھا۔ یہ گردوارہ لاہور سے لگ بھگ 65 کلومیٹر کی مسافت پر واقع ننکانہ صاحب شہر میں واقع ہے۔ ننکانہ صاحب لاہور کے مغرب میں لگ بھگ 75 کلومیٹر (47 میل) اور فیصل آباد سے لگ بھگ 55 کلومیٹر (34 میل) مشرق میں واقع ہے۔

گردوارہ شری بیر صاحب، سلطان پور لودھی

گرو نانک جی سے جڑا مشہور گردوارہ شری بیر صاحب سلطان پور میں واقع ہے۔ سلطان پور لودھی صوبہ پنجاب، کپور تھلہ ضلع میں ایک شہر ہے۔ اس شہر کا نام اس کے بانی سلطان خان لودھی کے نام پر رکھا گیا ہے۔ سلطان پور لودھی میں کالی بیئیں نامی ایک موسمی ندی کے جنوبی کنارے پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس جگہ گرو نانک جی بیر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر مراقبہ کیا کرتے تھے۔ گرو جی نے چودہ سال نو ماہ تیرہ دن تک اس پیڑ کے نیچے مراقبہ کیا۔ اسی جگہ انھوں نے براہ راست خدا سے کلام کیا۔ کہا جاتا ہے کہ گرو نانک ایک صبح سمندر میں غائب ہو گئے اور دو دنوں تک نظر نہیں آئے۔ پھر وہ تین کلومیٹر کی مسافت پر واقع ایک جگہ ظاہر ہوئے جسے اب سنت گھاٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے پہلا لفظ یہ بولا تھا کہ ''نہ کوئی ہندو نہ کوئی مسلمان''۔ گردوارہ بیر صاحب ایک پرانے بیر کے پیڑ کے کنارے بنایا گیا ہے جس کے بارے میں مانا جاتا ہے کہ اس کے نیچے گرو نانک بیٹھے تھے۔ گردوارہ بیر صاحب کی موجودہ عمارت کپور تھلہ کے مہاراجہ جگجیت سنگھ کے ذریعے بنوائی گئی تھی۔ سب سے

آخر میں ایک پھول کے ڈیزائن پر سجایا گیا اونچی سی سیڑھی ہے جہاں گرو گرنتھ صاحب کو ایک سفید خوب صورت سنگ مرمر کے تخت پر بٹھایا گیا ہے۔گرونانک دیو جی کے ہر جنم دن پر منعقد ہونے والے اہم سکھ تقریب کے علاوہ یہاں روزانہ خدمت وعبادت اور بڑے پیمانے پر ایک میلہ لگتا ہے۔

گردوارہ سنت گھاٹ

شری بیر صاحب سے تین کلو میٹر کی مسافت پر ہے گردوارہ سنت گھاٹ۔ گروجی یہاں روزانہ غسل کرنے آتے تھے اور ایک دن ڈبکی لگا کر 72 گھنٹے کے لیے غائب ہوگئے تھے۔کہا جاتا ہے کہ اسی دوران انھوں نے خدائی عرفان حاصل کیا اور انھوں نے 'ایک اونکار ستمان کرتار پورکھ' کا منتر وضع کیا۔گرونانک کے ذریعے وضع کیا گیا یہ بنیادی اصول آج بھی تمام انسانوں کی رہنمائی کررہا ہے۔اس منتر کے معنی ہیں ایک اونکار: اکال پورکھ (معبود) ایک ہے اس کے جیسا کوئی نہیں ہے۔ جو سب میں موجود ہے۔ ہر جگہ موجود ہے۔ستنام اکال پورکھ کا نام سب سے سچا ہے۔ یہ نام اٹل ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے۔کرتار پورکھ:وہ سب کچھ بنانے والا ہے اور وہی سب کچھ کرتا ہے۔

گردوارہ منی کرن صاحب

گردوارہ شری گرونانک دیو جی جسے منی کرن صاحب کہا جاتا ہے کُلّو سے 45 کلو میٹر دور منی کرن کی پہاڑیوں میں واقع ہے۔گرونانک صاحب نے مراقبے کے لیے اس جگہ کا دورہ کیا تھا۔تیسری اداسی کے دوران اپنے شاگرد اور بھائی بالا اور مردانا کے ساتھ اس جگہ آئے

تھے۔ شری گرونانک دیو جی ہمالیہ کی پرسکون چوٹیوں پر مراقبہ کر رہے تھے۔ خدا کا ذکر کرنے کی تلقین گرو صاحب جس تواضع اور انکساری کے ساتھ کرتے تھے اس کی مثال نہیں ملتی۔ جب لوگوں کے لیے کھانا تیار کرنے کی بات سامنے آئی تو گرونانک نے اپنے اچھے دوست اور بھائی مردانا کو لنگر(اجتماعی کھانا) کے لیے کھانا جمع کرنے بھیجا۔ کئی لوگوں نے روٹی بنانے کے لیے چاول اور آٹا عطیہ کیا۔ ایک مسئلہ یہ تھا کہ کھانا بنانے کے لیے آگ نہیں تھی۔ گرونانک نے ایک چٹان کو اٹھایا تو ایک گرم پانی کا جھرنا دکھائی دیا۔ منی کرن (کلو) میں گرم پانی کے جھرنے سے کھانا بنایا گیا۔ یہ گردوارہ جوان کے سفر کا گواہ تھا، اب ملک اور دنیا کے ہندو اور سکھوں کی نمایاں زیارت گاہ بن گیا ہے۔

گرونانک نے اس جگہ سبھی لوگوں کو عالمی اخوت و محبت کا پیغام دیا۔ سبھی عقیدت مندان کے کرشمائی شخصیت، ان کے لفظوں کے جادو اور ان کے بھجنوں کی نغمگی سے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ آج پورے ملک سے اور بیرون ممالک سے ہزاروں عقیدت مند منی کرن آ کر گرو مہاراج کا آشرواد لیتے ہیں۔

نانک جھیرا صاحب

جنوبی ہند کے سفر کے دوران ناگپور اور کھنڈوا سے ہوتے ہوئے نرمدا کے کنارے قدیم ہندو مندر اومکاریشور ہوتے ہوئے ناندیڑ پہنچے۔ ناندیڑ سے وہ حیدر آباد اور گولکنڈہ کی طرف بڑھے جہاں انھوں نے مسلم سنتوں سے ملاقات کی اور پھر پیر جلال الدین اور یعقوب علی سے ملنے بیدر آئے۔

گرو اپنے مرید مردانا کے ساتھ بیدر شہر کے باہری علاقے میں رہے جہاں پاس میں مسلم فقیروں کی جھونپڑی تھی جنھوں نے عظیم گرو کے پیغامات اور تعلیمات میں گہری دلچسپی لی۔ جلد ہی آس پاس کے علاقوں میں گرو مہاراج کی عظمت پھیل گئی اور بڑی تعداد میں لوگ ان کی زیارت کے لیے آنے لگے۔ اس دوران بیدر میں پینے کے پانی کی زبردست کمی ہونے لگی، کنویں کھودنے کی لوگوں کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں یہاں تک کہ جہاں کنویں کھودے گئے تھے وہاں بھی پانی پینے کے لائق نہیں تھا۔

لوگوں کی تکلیف دہ صورتحال سے گرو جی بہت بے چین ہوگئے۔ اپنے ہونٹوں پر خدا کے نام اور دل میں دھیان کے ساتھ انھوں نے اپنے پیر کی انگلی سے پہاڑی کو چھوا اور کچھ ملبے کو ہٹا دیا۔ پہاڑی کے باہر میٹھا اور ٹھنڈا پانی کا فوارہ پھوٹ پڑا جسے دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ گئے اور وہ جگہ جلد ہی نانک جھیرا کے نام سے جانی جانے لگی۔ آج اس فوارے کے کنارے ایک نہایت خوب صورت گردوارہ بنایا گیا ہے۔ گرو کے لنگر میں 24 گھنٹے زائرین کو مفت کھانا دیا جاتا ہے۔ تصاویر کے ذریعے گرو جی کی زندگی کے اہم واقعات کی نشان دہی کرنے کے ساتھ گرو تیغ بہادر کی یاد میں ایک میوزیم بھی بنایا گیا ہے۔

بھائی صاحب سنگھ پنج پیاروں میں سے ایک (گورو گووند سنگھ کے پانچ پیارے) بیدر سے تھے۔ دیکھا جائے تو پنجاب ہی نہیں پورے بھارت ہریانہ، ہماچل، جموں و کشمیر، دہلی، یوپی، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، آسام، بہار، اڑیسہ، مغربی بنگال اور کرناٹک میں بھی سکھوں کے پاک مقامات پائے جاتے ہیں۔ کیوں کہ گرو صاحب نے پورے بھارت میں انسانیت، آپسی بھائی چارہ کا لازوال پیغام دیا۔ پہلے گرو نانک نے سب سے طاقت ور خدا تعالیٰ کے پیغام کو پھیلانے کے لیے پورے بھارت اور باہری ملکوں کا سفر کیا۔ انھوں نے آسان زبان میں بھگوان کا

ذکر اور توحید کی دعوت دی۔ انھوں نے کئی مقامات کا دورہ کیا اور مختلف مذہبی پیغامات کی نمائندگی کرنے والے سنتوں، فقیروں، صوفیوں اور زاہدوں کے ساتھ تبادلۂ خیال کیا۔

گردوارہ شری کندھ صاحب

یہ گردوارہ پنجاب کے بٹالہ شہر کے وسط میں واقع ہے۔ امرتسر- پٹھان کوٹ ریلوے لائن پر واقع بٹالہ شہر پنجاب کے گورداسپور ضلع کا مرکز ہے۔ گرچہ یہ ایک مشہور صنعتی شہر ہے مگر دنیا میں اس کی شناخت گردوارہ شری کندھ صاحب کی وجہ سے ہے۔ گرونانک اس شہر میں بارات کے ساتھ 1487 میں شادی کرنے آئے تھے۔

گروصاحب ایک دیوار (کندھ) کے قریب اسٹیج پر بیٹھے تھے۔ ایک بوڑھی عورت نے گرو صاحب کو وہاں سے اٹھنے کو کہا کیوں کہ وہ دیوار کبھی بھی گر سکتی تھی۔ لیکن گرو جی نے مسکراتے ہوئے اس عورت سے کہا کہ یہ دیوار صدیوں تک رہے گی اور شادی کی گواہ رہے گی۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ گرونانک نے مشہور رسم و رواج کے مطابق شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا انھوں نے سادگی کے ساتھ شادی کی تھی۔

گرونانک کی شادی کی سالگرہ پر ہر سال ایک تہوار منایا جاتا ہے اس موقعے کو نشان زد کرنے کے لیے ایک بڑا جلوس نکالا جاتا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس جلوس میں شامل ہوتے ہیں۔

ڈیرہ بابا نانک

ڈیرہ بابا نانک سب سے مقدس مقامات میں سے ایک راوی ندی کے کنارے واقع ہے۔ ڈیرہ بابا نانک میں تین مشہور گردواروں میں سے ایک شری دربار صاحب، شری چولا صاحب اور شری راہلی صاحب کا گردوارہ ہے۔ گرومہاراج سے جڑے اہم گردواروں میں گردوارہ ڈیرہ بابا نانک اہم ہے جو شہر ڈیرہ بابا نانک میں واقع ہے۔ یہ پنجاب کے گورداسپور ضلع میں ہے۔ یہ بھارت پاکستان سرحد سے لگ بھگ ایک کلومیٹر دور اور راوی ندی کے مشرقی کنارے پر ہے۔ شہر میں اور بھی کئی مشہور گردوارے ہیں۔ زائرین ہزاروں کی تعداد میں اس پاک شہر میں آتے ہیں۔ ڈیرہ بابا نانک کو نئی تحصیل کا مرکز بنایا گیا تھا۔ یہاں کئی گلیاں اور گھر ہیں جنھیں گرونانک کے وقت سے محفوظ کیا گیا ہے۔ اس شہر سے بھی زائرین پاکستان اور کرتار پور میں گردوارہ دربار صاحب دیکھ سکتے ہیں۔ ڈیرہ بابا نانک کو کرتارپور درشنی ڈیوڑھی کہا جاتا ہے۔ شری گرونانک دیو جی نے اپنی اداسیوں کے دوران مختلف صوفی سنت، بھگتوں کے مقامات پر پہنچ کر 15 بھگتوں کی وانی جمع کی جو شری گروگرنتھ صاحب میں درج ہیں۔

گردوارہ دربار صاحب کرتارپور

گرونانک جی نے 15 ویں صدی عیسوی میں راوی ندی کے دائیں کنارے پر کرتار پور کی بنیاد رکھی اور وہاں پہلا سکھ گردوارہ قائم کیا۔ وہاں انھوں نے کھیتیاں کیں اور اجتماعی رسوئی گھر یا لنگر بھی بنایا جس میں بنا کسی بھید بھاؤ کے کھانا کھلایا جاتا تھا۔ کرتار پور میں گرو نے اپنے اسفار کو ختم کیا اور وہاں معمولی گھرانے اور کسان کی پوشاک کو اپنایا، رائٹر اور سابق بھارتی سفیر

نوتیج شرما نے لکھا 'گرو جی کے وہاں بسنے کے بعد کرتار پور ایک مذہبی مقام بن گیا۔ وہاں گرو نانک نے کیرت کرو، نام جپو اور بنڈ چکھو کے تین اصول دیے جس کا مطلب ہے کہ زندگی گزارنے کے لیے کڑی محنت کریں، بھگوان کو یاد کرتے رہیں اور اپنی زندگی کو دنیا کے ساتھ بھلائی کے جذبے سے شیئر کریں۔

گرو جی اٹھارہ سال تک اس مقام پر رہے۔ اس لیے یہ سکھ دھرم کے سب سے مقدس مقامات میں سے ایک ہے۔ 22 ستمبر 1539 کو گرو نانک دیو جی کا انتقال ہوا۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کے ذریعے گرو جی کی لاش کو اپنے اپنے مذہبی رواج کے مطابق ٹھکانے لگانے پر تنازعہ ہوا۔ اگلی صبح گرو جی کی لاش غائب ہوگئی اور وہاں پھول ملے۔ اس لیے دونوں سماجوں نے روایتی طور پر پھولوں کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کی وجہ سے کرتار پور میں ان کے ہندو اور مسلم عقیدت مندوں کے ذریعے دو مندر تعمیر کیے گئے۔ بعد میں یہ مندر سیلاب میں بہہ گئے اور پھر سے بنائے گئے۔ کرتار پور میں گردوارے کی بنیاد 1572 میں رکھی گئی تھی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس کے گنبد کو سونے سے ڈھک دیا تھا۔ موجودہ صورت میں اس کی تعمیر 1925 میں پٹیالہ کے مہاراجہ بھوپندر سنگھ کے ذریعے کی گئی تھی۔

بچے نانک کا استادانہ علم

تاریخی رائے بھوئے کی تلونڈی جسے اب ننکانہ صاحب کہا جاتا ہے میں شری کلیان داس جی نام کے ایک مشہور پٹواری رہتے تھے۔لوگ محبت سے انھیں مہتا کالو بھی کہہ کر بلاتے تھے۔ مہتا کالو کے دو ہونہار بچے تھے۔ایک بیٹی نانکی اور ایک بیٹا نانک۔

کھیلتے کودتے بچے بڑے ہو رہے تھے اور مہتا کالو جاگیرداری کے اپنے کام میں مصروف رہتے تھے۔خاندان کے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے نانک۔ حالانکہ بچپن سے ہی نانک کی حاضر جوابی،عقلمندی اور منطقیت سے آس پڑوس اور گاؤں والے متاثر رہتے تھے۔ لیکن بڑے بچوں کی پڑھائی لکھائی کو لے کر مہتا کالو کی بیدار مغز اہلیہ متفکر رہتی تھیں۔ پانچ سال تک کی عمر کے بچے بھی گروکل جانے لگے تھے لیکن نانک جی کی روایتی تعلیم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔

والدہ ترپتا کے ساتھ ہی بچے کہانیوں کے ذریعے مذہبیات، اخلاق و اطوار اور خدا وغیرہ سے آگاہ ہو رہے تھے لیکن رسمی طور پر حرف شناسی کو لے کر بیدار والدہ ترپتا کا متفکر ہونا فطری تھا۔

ایک دن کھانے سے فراغت کے بعد ترپتا نے مہتا کالو سے کہا ’کیا آپ کو بچوں کی تعلیم کی فکر نہیں ہوتی؟‘ آپ بچوں کو کیوں نہیں کسی باصلاحیت استاذ کے پاس بھیجنے کی تیاری کرتے؟ مہتا کالو کو یاد آیا کہ وہ سچ میں جاگیرداری کے کاموں میں اتنے مشغول ہو گئے ہیں کہ بچوں پر ان کا دھیان ہی نہیں رہا۔ انھوں نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ وہ کل ہی پاس کے گروکل میں مناسب رسم کی ادائیگی کے بعد نانک جی کی رسمی تعلیم شروع کروائیں گے۔

ماتا ترپتا سے حاصل کی ہوئی ابتدائی تعلیم سے نانک نے گروکل میں استدلال کر کے سب کو حیران کر دیا۔ انھوں نے نہایت خوب صورت انداز میں گرو کے سامنے خدا کی تعریف میں ایک نغمہ سنایا جسے سن کر وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ ان اشعار کی معنویت اور سنجیدگی دیکھ کر استاد حیران تھے کہ کوئی بچہ اتنی سنجیدہ تخلیق کیسے کر سکتا ہے؟ انھیں پکا یقین ہو گیا کہ بچہ نانک خدا کا کوئی پیغامبر ہے، سنت ہے جو انسانیت کو سچائی کا راستہ دکھانے کے لیے آیا ہے‘‘۔

گروکل کے پنڈت جی نے مہتا کالو اور ان کی بیوی ترپتا کو بلا کر نانک جی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ یہ کراماتی بچہ ہے، یہ رسمی تعلیم کے لیے اس دنیا میں نہیں آیا ہے۔

سانپ کا سایہ

نانک کے تعلیمی شعور سے ہر کوئی خوش رہتا تھا۔ والدین، استاد انھیں خدائی تعلیم کا نائب مانتے تھے لیکن والد مہتا کالو دیگر باپوں کی طرح یہ خواہش رکھتے تھے کہ ان کا بیٹا بھی گھر خاندان کے کاموں میں ہاتھ بٹائے۔ نانک کا من دنیوی کاموں میں نہیں لگتا تھا۔ دنیوی کاموں میں مشغول کرنے کے لیے ان کے والدین مختلف قسم کے کاموں کی انھیں ذمے داری دیا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک دن مہتا کالو نے اپنے بیٹے نانک کو گائے بھینس چرانے کے لیے بھیجا۔ کھیتوں کا چکر لگانے کے بعد نانک جی ایک پیڑ کے سایے میں بیٹھ گئے اور خدا کا ذکر کرتے ہوئے اس میں مگن ہو گئے۔ ڈھلتے سورج کی وجہ سے سایہ دوسری طرف جا رہا تھا۔اسی وقت ادھر سے گاؤں کے مکھیا رائے بلار نکل رہے تھے۔انھوں نے تھوڑی دور سے دیکھا کہ گرونانک جی درخت کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں اور سورج ان کے چہرے پر ہونے کے باوجود ان پر سایہ ہے۔ایسا منظر دیکھ کر رائے بلار کو بہت تعجب ہوا اور وہ فوراً دوڑ کر اصل صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے نانک جی کے تھوڑا پاس پہنچے۔ وہاں پہنچ کر جاگیردار رائے بلار نے دیکھا کہ گرونانک کے اوپر پڑ رہا سایہ کسی درخت کا نہیں بلکہ ایک سانپ کا تھا جو اپنا پھن نکال کر بیٹھا گرونانک جی کو سایہ کر رہا تھا۔اپنے آس پاس آواز سن کر وہ بل میں چلا گیا اور گرو جی بھی خدا کا نام لے کر اٹھ بیٹھے۔

یہ واقعہ دیکھ کر جاگیردار رائے بلار کو پکا یقین ہو گیا کہ یہ بچہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے بلکہ کوئی عظیم ہستی ہے۔ یہ بات بتانے کے لیے وہ نانک جی کے والد مہتا کالو کے پاس آئے اور انھیں کہا کہ آپ کا یہ بیٹا کوئی خدائی روح ہے اور یہ گاؤں ان کی مہربانی سے بسا ہوا ہے۔

وَیدھ کی بیماری

ویدھ ہرداس آج پہلی بار لاجواب تھے۔ وہ آئے تھے نانک جی کا علاج کرنے اور نانک جی نے خود انھیں ہی بیمار قرار دے کر علاج کروانے کی تلقین کی۔ نانک نام کے ان کے یہ مریض حیرت انگیز اطوار اور صلاحیتوں کے حامل ایک صاحب علم ہستی تھے۔

ویدھ ہرداس کو نانک کے والد مہتا کالو جی نے اس لیے بلایا تھا کہ وہ نانک کا علاج کریں جن کا دل گھر گرہستی میں نہیں لگتا ہے۔غور وفکر اور کیرتن میں مصروف اپنے کو دیکھ کر والد مہتا کالو سوچتے تھے کہ اسے کوئی بڑی نفسیاتی بیماری لگ گئی ہے۔کوئی نانک جی سے ملنے آتا تو نانک جی اسے مذہب،انسانیت اور خدا وغیرہ کے بارے میں تعلیم دینے لگتے۔

ویدھ ہرداس جب نانک جی کے گھر پہنچے تو اس وقت نانک جی آرام کر رہے تھے۔ ویدھ جی نے ان کی کلائی پکڑ کر حرارت ناپنی چاہی تو گرونا نک جی نے بازو چھڑا کر ان سے کہا ''ویدھ جی! مجھے کوئی جسمانی یا نفسیاتی بیماری نہیں ہے۔ مجھے ایسی بیماری ہے جو آپ کی سمجھ سے باہر ہے۔ اچھا ویدھ وہی ہوتا ہے جو پہلے بیماری کی پہچان کرے اور پھر اس سے نکلنے کی دوا دے۔ آپ اصلی ویدھ نہیں ہیں کیوں آپ ابھی اپنی بیماری کا علاج نہیں کر سکے۔'' یہ سنتے ہی ویدھ ہرداس نے جانچ کرنا بند کر دیا اور بولے ''میں تو بالکل صحت مند ہوں، مجھے کیا بیماری ہے جس کے بارے میں آپ بات کر رہے ہیں۔''

گروصاحب نے جواب دیا ''آپ کو زندگی اور موت کی خطرناک بیماری ہے۔آپ کی دی ہوئی دواؤں سے دنیوی زندگی اور موت کا جال ختم نہیں ہوگا۔ خدا ہی اصل معالج ہے جو زندگی اور موت کے جال میں نہیں آتا ہے۔''

یہ سن کر سمجھ دار ویدھ ہرداس جی نے یہ نتیجہ نکالا کہ گرونا نک جی کو کسی معالج کی ضرورت نہیں ہے وہ تو خود انسانیت کو بیماریوں سے نجات دلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

سچا سودا

گرونانک جی کے والد مہتا کالو اور والدہ ترپتا مختلف تدبیروں کے ذریعے ان کا دھیان دنیوی کاموں میں لگانے کی کوشش کرتے رہتے تھے لیکن گرونانک تھے کہ دنیوی مایا جال سے دور اپنی ہی دھن میں مگن رہتے تھے۔ ایسی صورتحال دیکھ کر والدین نے انھیں خانگی معاملات

میں مشغول کرنے کا سوچا اور ان کی شادی شریمتی ملکھنی دیوی جی کے ساتھ کردیا۔ لیکن نانک جی کا دل پھر بھی غور وفکر، مراقبہ اور ذکرِ خداوندی سے نہ ہٹ سکا۔ تب ان کے والدین نے سوچا کہ کیوں نہ نانک کو تجارت کے کاموں میں لگایا جائے تاکہ کاروبار اور منافع کمانے کا چکر انھیں اس قسم کے غور وفکر اور مراقبے کا موقع ہی نہ دے، لیکن نانک کہاں ماننے والے تھے۔

ایک دن ان کے خاندان والوں نے انھیں بیس روپے دے کر کاروباری سامان خرید نے کو کہا۔ انھیں ہدایت دی تھی کہ وہ جو بھی سامان خریدیں انھیں قریب کے بازار میں بیچ کر دو پیسے منافع کمائیں۔ بیس روپے لے کر نانک جی چلے ہی تھے کہ راستے میں انھیں کچھ سادھو مل گئے جو کئی دنوں سے بھوکے تھے۔ نانک جی نے سوچا مجھے کوئی نفع بخش سودا کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ یہ سادھو اتنے دنوں سے بھوکے ہیں، کیا انھیں کھانا کھلانے سے اچھا کوئی کام ہوسکتا ہے؟''

اسی خیال کے ساتھ نانک جی بازار پہنچے۔ وہاں پہنچ کر سادھوؤں کے لیے ضروری چیزیں خریدیں اور واپس وہاں پہنچے جہاں وہ سادھو موجود تھے۔ نانک جی نے سادھوؤں کو کھانا کھلایا اور بعد میں پہننے کے لیے انھیں کپڑے بھی دیے۔ وہ سادھو نانک جی کے اس نیک اور خدمت کے جذبے سے بہت خوش ہوئے اور انھیں دل سے دعائیں دیں۔ نانک جی نے بھی سادھوؤں کے ساتھ بات چیت کی اور انھیں مشورہ دیا کہ وہ جنگل میں رہنا چھوڑ دیں اور اپنی گھریلو زندگی شروع کریں جس کے لیے سادھو بھی راضی ہو گئے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اس وقت کے بیس روپے آج کل کے لاکھوں روپے کے برابر تھے لیکن نانک جی نے ان پیسوں سے کاروبار کرنے اور منافع کمانے کی جگہ انسانیت کی خدمت میں خرچ کر دیا۔ عظیم سنت اسی طرح دنیا میں سچا سودا کرنے کے لیے آتے ہیں۔

سب کچھ تیرا

سلطانپور کے نواب دولت خان کے مودی خانے میں ہنگامہ ہوگیا کہ وہاں ایک کارندہ آیا ہے جواناج کی بوریاں غریبوں کومفت بانٹ رہا ہے۔نواب دولت خان کو یقین نہیں ہوا کہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ جس شخص کوانھوں نے بڑی سفارش کے بعد اس کام پر لگایا تھا وہ انہی کے خزانے کولٹوانے میں لگا ہوا ہے۔ اصل میں ہوا یوں تھا کہ گرو صاحب کی بہن بی بی نانکی اور

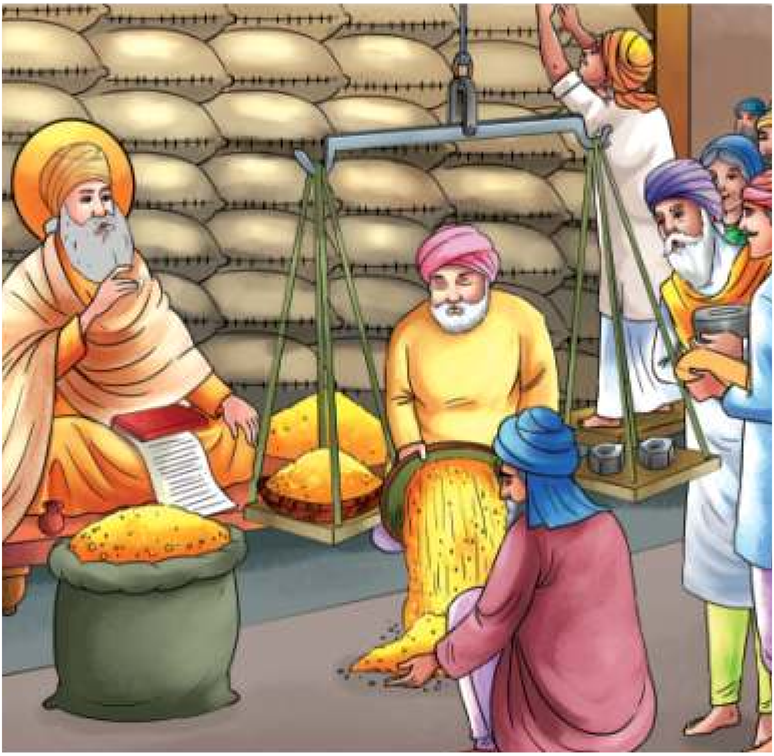

بہنوئی جے رام جی نے گرو صاحب کو اپنے پاس سلطان پور آ کر رہنے کو بلایا تھا۔ بیٹے کے جانے پر ماں تڑپتا گرچہ بہت دکھی تھیں مگر انھیں امید تھی کہ شاید نئی جگہ پر گرو صاحب کی دلچسپی دنیوی زندگی کی طرف ہو جائے۔

یہاں پہنچتے ہی نانک جی کے بہنوئی جے رام جی نے نواب دولت خان سے سفارش کر کے انھیں مودی خانے میں کام دلوادیا تھا۔ نانک جی یہاں اپنے فرائض کو بخوبی نبھاتے اور جو بھی سامان لینے آتا ان کی فرض شناسی کو دیکھ کر خوش ہو جاتا۔ نانک جی اپنی ضرورت کے مطابق ضروری چیزیں رکھ لیتے اور باقی بچا ہوا راشن ضرورت مندوں میں بانٹ دیتے۔

ایک بار جب گرو صاحب تول رہے تھے تو 13 کے عدد پر ہی رک گئے کیونکہ 13 سے لگتا ہے 'تیرا'۔ نانک جی نے دوہرانا شروع کردیا 'تیرا تیرا، تیرا'۔ سامان لینے والوں نے سوچا کہ یہ ان کے لیے کہا جارہا ہے۔ گورو صاحب کو تیرا تیرا بولتے اور بغیر وزن کیے سامان بانٹتے دیکھ کر اعلی افسران بھاگے بھاگے مودی خانہ پہنچے اور گرونانک سے سارا حساب مانگا۔

مودی خانے کے حساب کی جانچ پڑتال کی گئی لیکن اس میں کوئی غلطی نہیں پائی گئی اور وہاں پڑے راشن کا سامان بھی پورا نکال لیا۔ نانک صاحب نے نواب صاحب سے کہا 'وہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہے۔ یہ اس نے خود ہی کیا ہے۔ وہی سب کو سب کچھ دینے والا ہے اور وہی سب سنبھال کر رکھتا ہے'۔

یہ سن کر نواب دولت خان کو یہ الہام ہو گیا کہ اس نے جس بندے کو اپنے یہاں کام پر رکھا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے بلکہ وہ انسانیت کی خدمت کے لیے اس روئے زمین پر آنے والا کوئی خدا کا فرستادہ ہے۔ نواب صاحب نے انھیں اسی وقت ساری سہولتیں مہیا کروائیں اور خدا کے راستے کی تبلیغ کے لیے فارغ کردیا۔

انسانیت ہی سچا مذہب

گرونانک اور بھائی مردانا کا ساتھ ہمیشہ کے لیے بنا تھا۔گرو صاحب جب کیرتن کرتے تو بھائی مردانا جی رباب بجا کر گرو صاحب کا ساتھ دیتے۔گرو نانک جی سے بھائی مردانا کا تعلق سلطان پور میں ہوا تھا جہاں بہن بہنوئی کی مدد سے کام کرنے کے لیے گئے تھےاور پھر وہ وہ خدا کے ذکر وفکر میں غرق ہوگئے۔گرو صاحب وہاں اپنے ملفوظات بیان کرتے،سبھی کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے اور لوگوں کو سادہ ونیکیوں والی زندگی گزارنے کی تلقین کرتے۔دھیرے دھیرے گرونانک جی کا پورا خاندان بھی ان کے ساتھ رہنے سلطانپور ہی آ گیا۔اس وقت نانک جی کے دونوں بیٹے بابا شری چنداور بابالکھی داس جی بھی وہیں ساتھ رہنے لگے۔

ایک صبح جب گرو صاحب سلطانپور کے ساتھ بہتی وینئی ندی میں غسل کرنے گئےتو تین دنوں تک واپس ہی نہیں آئے۔اہل خانہ اور دوسرے لوگوں کو شک ہوا کہ شاید نانک جی ڈوب

گئے ہیں، حقیقت یہ تھی کہ گرو صاحب مستقل مراقبے میں مشغول رہتے ہوئے خدا کے ذکر میں محو ہوگئے تھے۔ وہاں نانک جی کو خدا کا یہ پیغام ملا کہ انھیں دنیا بھر کی رہنمائی کے لیے مشن پر نکلنا ہے۔ ان کے ایک بچپن کے دوست بتاتے ہیں کہ جب دوبارہ گرو جی باہر نکلے تو انھوں نے فرمایا ''نہ کو ہندو نہ مسلمان۔''

سلطانپور سے ہی گرو صاحب نے مذہب اور ذات سے اوپر اٹھ کر اس نورِ اعلیٰ کے ساتھ مل کر زندگی جینے کا فیصلہ کیا اور انسانیت کے مشرب کو آگے بڑھایا۔

سچی عبادت

گرونانک جی کے پیروکاروں کی تعداد لگاتار بڑھتی جارہی تھی۔ وہ اپنی تعلیمات میں کسی بھی طرح کی تفریق سے اوپر اٹھنے کا پیغام دیتے۔ وہ بتاتے کہ "سبھی انسان برابر ہیں اور کوئی بھی اپنے خاندان، ذات، قبیلہ، رنگ اور نسل کی وجہ سے اونچا نیچا نہیں ہے بلکہ اعمال کی وجہ سے اونچا نیچا ہوتا ہے۔"

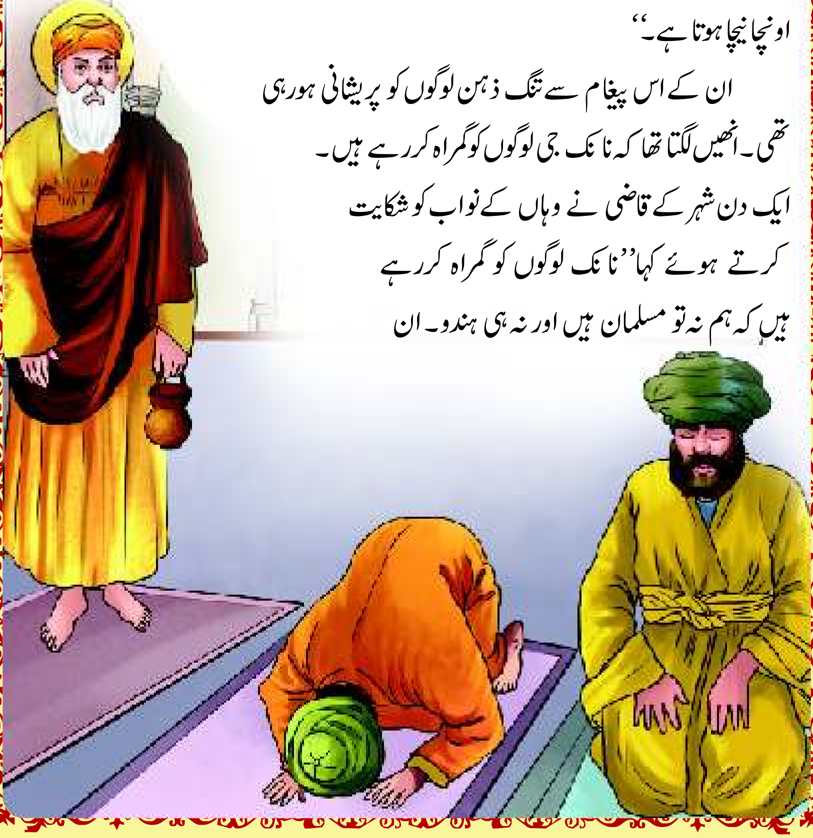

ان کے اس پیغام سے تنگ ذہن لوگوں کو پریشانی ہورہی تھی۔ انھیں لگتا تھا کہ نانک جی لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں۔

ایک دن شہر کے قاضی نے وہاں کے نواب کو شکایت کرتے ہوئے کہا "نانک لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں کہ ہم نہ تو مسلمان ہیں اور نہ ہی ہندو۔ ان

کے افکار غلط ہیں کیوں کہ جو نماز پڑھتا ہے اور اللہ کے اوپر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمان ہے''۔ نواب نے شکایت کی جانچ کرنے کے لیے گرونانک صاحب کے پاس اپنا ایک قاصد اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ وہ شام کی نماز ان کے ساتھ ادا کریں۔ گرو صاحب نے ان کی دعوت قبول کرلی اور وہ شام کے متعینہ وقت پر مسجد میں پہنچ گئے۔ وہاں گرو صاحب ایک طرف کھڑے ہوکر نواب و قاضی کو نماز ادا کرتے دیکھ رہے تھے۔ قاضی نے کہا: آپ نے نماز ادا کیوں نہیں کی؟ تو گرو صاحب نے جواب دیا: نماز پڑھتے وقت آپ کا پورا دھیان گھر کے آنگن میں موجود بچوں کی طرف تھا کہ کہیں وہ کنویں میں نہ گر جائیں پھر میں کس کے ساتھ نماز پڑھتا؟ یہ سن کر قاضی شرمندہ تو ہوا مگر کہنے لگا: اگر ایسا تھا تو آپ نواب صاحب کے ساتھ بھی تو نماز ادا کر سکتے تھے؟ گرو صاحب نے جواب دیا: نواب صاحب تو خود کابل میں گھوڑے خریدنے میں مصروف تھے۔ نواب نے بھی مانا کہ نماز ادا کرتے ہوئے ان کا دھیان کابل کے گھوڑا بازار میں تھا۔ یہ سن کر وہاں موجود لوگ حیران رہ گئے اور کہنے لگے 'یہ تو کوئی روحانی شخصیت ہے جو لوگوں کے دلوں کی بھی باتیں پڑھ لیتا ہے'۔

اس طرح نہ صرف قاضی اور نواب نانک جی کے پیروکار بن گئے بلکہ یہ کہانی جب اور لوگوں تک پہنچی تو لوگ نانک جی کے پیچھے چل پڑے اور نانک جی کو ایک ولی اللہ کے جیسی عزت ملی۔

محنت کی عزت

گرونانک جی نے اپنے افکار کی تبلیغ اور تمام انسانیت کی خدمت کے لیے مختلف سمتوں میں سفر (اداسیاں) کیے۔ جب وہ تیس سال کے ہوئے تو مبلغ کے روپ میں دنیا بھر کے سفر پر نکل گئے اور لگاتار بیس سال تک الگ الگ مقامات پر گھوم کر خود کو فکری اعتبار سے ثروت مند بناتے رہے۔ انہی اسفار کے دوران گرونانک صاحب ایک دن سید پور (موجودہ پاکستان کے

گوجرانوالہ کا علاقہ) پہنچے یہاں گروصاحب نے ایک بڑھئی جس کا نام بھائی لالوں تھا۔ ان کے گھر تین دنوں تک قیام کیا۔ بھائی لالوں نے تین دن تک بہت عزت و احترام کے ساتھ خدمت کی۔ اس وقت وہاں کے ایک ہندو جاگیردار ملک بھاگو نے اپنے گھر پر ایک اجتماعی دعوت کا اہتمام کیا جس میں آس پاس کے برہمنوں، سادھوؤں اور سنتوں کو دعوت دی گئی۔ اس

دوران ملک بھاگو کو خبر ملی کہ ایک شخص گرو نانک نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا ہے۔ جب ملک بھاگو کو پتا چلا تو اس نے فوراً گرو صاحب کو بلوا بھیجا۔ گرو صاحب کے پہنچنے پر ملک بھاگو نے ناراضگی بھرے لہجے میں کہا' آپ نے ہماری دعوت قبول کرنے سے کیوں منع کر دیا؟ کیا اس بڑھئی کے گھر کا کھانا میرے کھانے سے زیادہ مزے دار ہوتا ہے؟۔ جواب میں گرو صاحب نے کہا: میں وہی کھاتا ہوں جو خدا بھیجتا ہے اس کی نظر میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے۔ تب ملک بھاگو نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ: پھر آپ وہ کھاؤ جو اس گھر میں بن رہا ہے۔ ساتھ ہی ملک بھاگو کے باورچی خانے سے نہایت عمدہ اور ذائقہ دار کھانے گرو صاحب کی خدمت میں پیش کیے گئے۔

گرو صاحب کے پیچھے پیچھے بھائی لالوں بھی زمیندار ملک بھاگو کے گھر آ گیا تھا۔ اس سے انھوں نے کہا کہ اپنے گھر کی روٹی لے آئے۔ پھر گرو صاحب نے بھائی لالوں کے گھر سے آئی روٹی کو اپنے دائیں ہاتھ میں اور ملک بھاگو کے کھانے کو بائیں ہاتھ میں رکھا۔ جیسے ہی گرو صاحب نے انھیں دبایا تو بھائی لالوں کی روٹی سے دودھ اور ملک بھاگو کے کھانے سے خون ٹپکنے لگا۔ وہاں موجود سبھی لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

گرو نانک صاحب ملک بھاگو سے بولے: یہ سوکھی روٹی محنت کی کمائی کا پھل ہے۔ اگر چہ اس کا مالک غریب ہے پھر یہ دودھ سے بھری ہوئی ہے۔ جو کہ زندگی بخش ہے۔ اور تمھارے گھر کے کھانے گرچہ مزے دار ہیں لیکن وہ غریبوں کے استحصال سے آئے ہیں، تم نے اپنی دولت تشدد اور ظلم سے دوسروں کا حق مار کر کمائی ہے اس لیے تمھارے کھانوں میں سے خون نکل رہا ہے۔ بھائی ملک بھاگو آپ حلال کمائی والی زندگی گزارو۔ غلط طریقے سے کمائے گئے پیسوں سے کی گئی بھلائی اور نیکی کام کی نہیں ہے۔ مجھے نیک انسان پسند ہیں جو ایمانداری سے کام کرتے ہوں، قطع نظر اس سے کہ وہ مالدار ہیں یا غریب ہیں۔

اس کے بعد گرو صاحب خدائی پیغام کی تبلیغ کے لیے دور دراز کے سفر پر نکل گئے۔ بڑھئی بھائی لالوں کی زندگی بھی ان کے رابطے میں آ کر کامیاب ہو گئی جن کا شمار سکھ مذہب کے اہم مبلغین میں کیا جاتا ہے۔

کھیتوں کو پانی

آج کی ہی طرح ان دنوں بھی ہری دوار کے گنگا کنارے ہزاروں عقیدت مند جمع ہوتے تھے۔ اسی متبرک موقعے پر ایک بار گرونانک خود وہاں پہنچے۔ وہاں وہ دیکھتے ہیں کہ لوگ ندی میں اسنان کر رہے ہیں اور مشرق کی طرف رخ کرکے پانی بہا رہے ہیں۔ گرونانک جی کو یہ طریقہ اچھا نہیں لگا اور انھوں نے خود ندی میں غسل کیا اور سورج کی طرف پشت کرکے پچھّم کی طرف پانی بہانے لگے۔ ظاہر ہے وہاں موجود عقیدت مند انھیں ایسا کرتا دیکھ کر ناراض ہوئے تو نانک صاحب نے ان سے پوچھا: بھائی آپ غصہ کیوں ہوتے ہیں؟ پہلے آپ یہ تو بتاؤ کہ آپ مشرق کی طرف کھڑے ہوکر پانی کیوں بہاتے ہو؟ تو عقیدت مندوں نے جواب دیا کہ ہم اپنے اسلاف کو پانی چڑھاتے ہیں جو کہ اوپر سورج کے دیش میں رہتے ہیں۔ یہ جواب سن کر گروصاحب نے مغرب کی طرف پانی بہانا جاری رکھا اور کہا: میں پنجاب میں اپنے کھیتوں کو

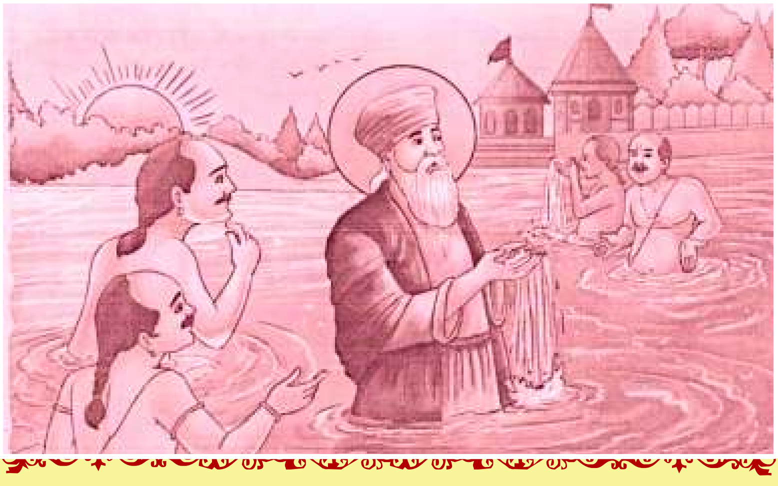

پانی دے رہا ہوں۔ یہ سن کر لوگ ہنسنے لگے اور کہنے لگے: یہ کیسے ہوسکتا ہے، جو پانی آپ دیتے ہو وہ تو گنگا میں ہی گر جاتا ہے۔ یہ آپ کے کھیتوں تک کیسے پہنچے گا؟۔ گرو صاحب نے ان لوگوں کی طرف مڑ کر پوچھا: وہ جگہ کتنی دور ہے جہاں آپ کے آبا و اجداد رہتے ہیں؟ تو ان میں سے ایک ہوشیار آدمی بولا: کچھ کروڑ میل۔ تو گرو صاحب نے کہا: اگر میرا دیا ہوا پانی میرے کھیتوں تک نہیں پہنچ سکتا جو کہ سیکڑوں میل کی ہی دوری پر ہیں تو پھر آپ کے ذریعے چڑھایا گیا پانی آپ کے آباواجداد تک کیسے پہنچ سکتا ہے جو کہ کروڑوں میل کی دوری پر ہے۔ اس لیے ہر ایک بندے کو اپنے کیے گئے کاموں کا بدلہ ملتا ہے۔ گرو نانک جی کی یہ بات آج بھی ان کے پیروکاروں کے لیے پتھر کی لکیر کی طرح ہے۔

انوکھی دعا

اپنے اسفار کے سلسلے میں ایک بار گرونانک صاحب بھائی مردانا کے ساتھ ایک گاؤں میں پہنچے۔ وہاں کے لوگ مالدار تھے اس لیے عیش پرستی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اپنے گاؤں میں ایک عظیم سنت کے آنے سے انھیں کوئی فرق نہیں پڑا۔ وہ ان کے استقبال و احترام کے بجائے ان کا مذاق اڑانے لگے۔ انھوں نے گرونانک جی کو کھانے پینے، ٹھہرنے وغیرہ کسی چیز کے لیے نہیں پوچھا۔ وہ ایسے لوگ تھے جو صحیح مشورے کو بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ اس گاؤں

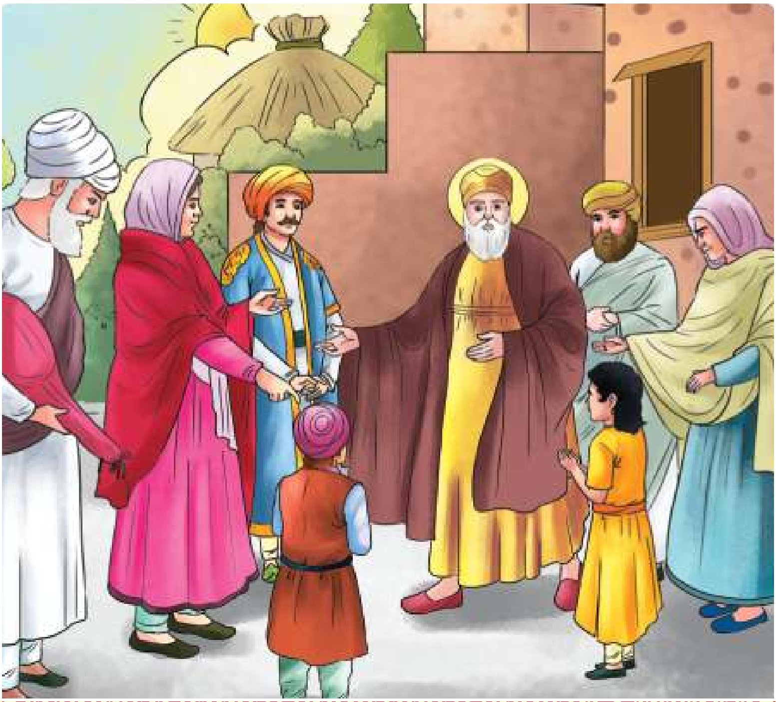

سے نکلتے ہی گرو صاحب نے کہا: بسے رہو۔

کچھ دنوں بعد گھومتے ہوئے گرو صاحب ایک دوسرے گاؤں میں پہنچے۔ وہاں کے لوگ اچھے، ایماندار و مہمان کی عزت کرنے والے تھے۔ انھوں نے گرو صاحب کا زبردست استقبال کیا اور ان کی خوب خدمت کی۔ وہ لوگ بہت نیک دل، خوش اخلاق اور شیریں گفتار تھے۔ گرو صاحب نے وہاں ایک رات آرام کیا اور وہاں سے چلتے وقت انھوں نے یہ کہہ کر دعا دی کہ: اجڑ جاؤ!

یہ سن کر بھائی مردانا نے حیرت زدہ ہوکر گرو صاحب سے پوچھا: آپ نے یہ عجیب انصاف کیا ہے، جن لوگوں نے آپ کے ساتھ بدسلوکی کی انھیں آپ نے بسے رہنے کی دعا دی اور جن لوگوں نے آپ کی اتنی محبت اور عزت کے ساتھ خدمت کی انھیں آپ اجڑ جانے کی دعا دے رہے ہیں۔

گرو صاحب نے کہا: پچھلے گاؤں کے لوگ جہاں بھی جائیں گے وہاں وہ فکری گندگی اور برائیاں پھیلائیں گے اس لیے اچھا ہے کہ وہ وہیں بسے رہیں جبکہ اس گاؤں کے لوگ جہاں بھی جائیں گے وہاں سوجھ بوجھ اور سچائی کا سبق سکھائیں گے اس لیے اچھا ہوگا کہ یہ لوگ اپنے گاؤں کو چھوڑ کر دوسرے مقامات پر بھی جا کر بسیں۔

اس طرح کی بات سن کر بھائی مردانا جی حیران رہ گئے اور کہنے لگے: سچے بادشاہ! تیری عظمت کی انتہا تک نہیں پہنچا جا سکتا۔

کوڑا بھیل کو دکھائی نیک راہ

ایک دفعہ گرونانک بھائی مردانا جی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے بھیلوں کی بستی میں پہنچے۔ گھنے جنگلوں میں رہنے والے بھیلوں کی زندگی دیکھ کر نانک جی نے سوچا کہ ان لوگوں کی زندگی پوری طرح جنگل پر ہی منحصر ہے۔ وہ لوگ زندگی گزارنے کے لیے جنگلی جانوروں کا شکار اور جنگلی پھلوں پر ہی انحصار کرتے تھے۔ جنگل میں کچھ آگے بڑھے ہی تھے کہ انھیں اپنے بدن پر جنگلی جانوروں کی کھال لپیٹے ایک گہرے کالے رنگ کا بھیل جس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا محسوس ہوتا تھا، نے انھیں پکڑ لیا۔ وہ آدم خور بھیل کوڑا تھا۔ کوڑا اکیلے سفر کرنے والوں کو پکڑ لیتا

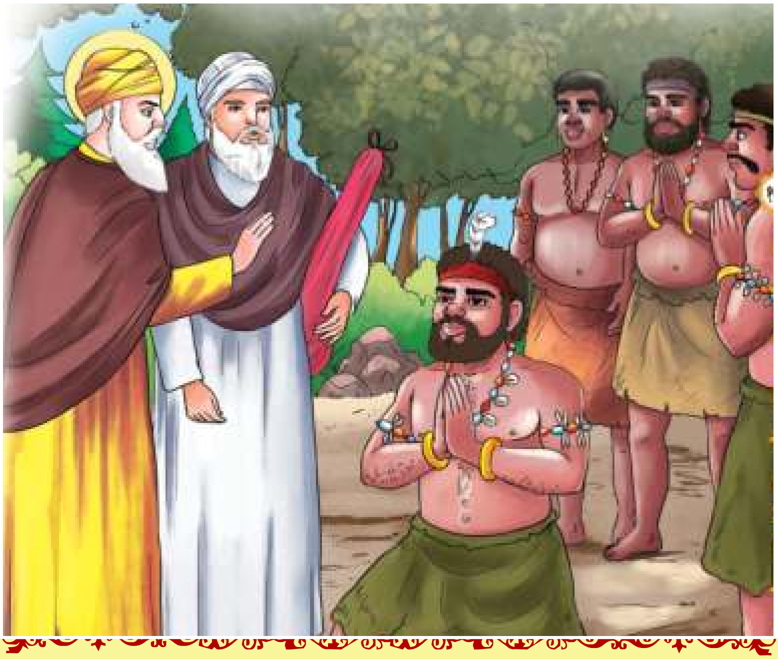

تھااورانھیں کچھ دن تک باندھ کر رکھتا اور اپنا لقمہ بنانے کے لیے مار دیتا تھا۔

جب بھائی مردانا جی لمبے عرصے تک واپس نہیں آئے تو گرو صاحب انھیں لینے وہاں پہنچ گئے۔ گرو صاحب کا الوہی دیدار کرتے ہی کوڑا احساسِ گناہ سے کانپ اٹھا کیوں کہ اس نے اس سے پہلے کسی کے چہرے پر اتنا نور نہیں دیکھا تھا۔ اس کا سخت دل پگھل گیا۔ گرو صاحب نے کہا،''بھائی! میرا ساتھی کہاں ہے؟ میں اسے واپس لینے آیا ہوں۔''

کوڑا نے ایک دم مردانا جی کو کھول دیا اور انھیں گرو صاحب کے سامنے لے آیا۔ گرو صاحب نے کوڑا کو غلط راہ پر چلنے سے روکا اور جائز کمائی سے زندگی گزارنے کی تلقین کی۔ کوڑا نے گرو صاحب سے وعدہ کیا کہ وہ مستقبل میں کسی بھی راہ گیر کو نہیں مارے گا اور گرو صاحب کے پیغامات کو اپنی زندگی میں اختیار کرے گا۔ اس طرح گرو صاحب سے ملنے کے بعد کوڑا بھیل کی زندگی کو ایک نئی راہ مل گئی۔

کئی مقامات سے ہوتے ہوئے گرو صاحب واپس تلونڈی پہنچے جہاں وہ کچھ وقت اپنے خاندان کے ساتھ رہے۔ تلونڈی میں رہتے ہوئے، گرو صاحب پھر سے تاریکی میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو حق اور صداقت کا پیغام دینے کے لیے نکل پڑے۔

مریدوں کے امتحان

دنیا کے تمام بزرگوں اور فلسفیوں کی طرح گرو نانک دیو جی نے بھی اپنے ہم عصر مذاہب کے لوگوں اور ان کے رہنماؤں کے ساتھ مباحثہ و مذاکرہ کیا۔اسی سلسلے میں وہ کشمیر سے ہوکر، ناقابل رسائی پہاڑوں اور دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے ،گرو نانک صاحب سمیر پہاڑ پر پہنچے۔ وہاں یوگیوں نے اپنا ٹھکانا بنایا ہوا تھا۔ان چوٹیوں کی اونچائی اتنی زیادہ تھی کہ عام آدمی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اسی لیے گرو صاحب کو وہاں دیکھ کر یوگی حیران ہو کر پوچھنے لگے''اس ناقابل رسائی مقام تک آپ کیسے پہنچے اور یہاں تک پہنچنے میں کس الوہی طاقت نے آپ کی مدد کی ہے؟۔''

گرو صاحب نے جواب دیا،''میں نے ہمیشہ صرف ایک خدا کو یاد کیا اوراس کی ہی عبادت کی ہے۔اسی کی طاقت مجھے یہاں تک لے کرآئی ہے۔'' نانک جی نے آگے کہا،''جب آپ جیسے مذہبی لوگ دنیا کو چھوڑ کر یہاں چھپ کر بیٹھ جائیں گےتو دنیا کو صحیح راہ کون دکھائے گا اور انسانیت کو بچانے کے لیے کون کام کرے گا؟'' گرو صاحب نے ان یوگیوں کوازدواجی زندگی اورسماجی عہد وانصاف کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی۔

یوگیوں نے اپنی جادوئی طاقتوں سے بہت سی کرامات دکھائیں۔انھوں نے گرو صاحب کوقریب کے تالاب سے پانی بھر کر لانے کو کہا۔لیکن اپنی طاقتوں سے انھوں نے پانی کو ہیرے موتیوں میں بدل دیا۔گرو صاحب ان کی اس لالچ میں الجھانے کی ترکیب کوسمجھ گئے۔ نانک جی وہاں سے بغیر پانی لیے ہی واپس آگئے اور کہا کہ تالاب میں تو پانی ہی نہیں ہے۔ جب یوگیوں نے دیکھا کہ گرو صاحب نہ تو ان کی جادوئی طاقتوں سے متاثر ہوئے ہیں اور نہ ہی لالچ نے ان پر کوئی اثر کیا۔توانھوں نے گرو صاحب کے اس مستحکم اور پختہ رویے کو دیکھ کر انھیں سلام کیا۔ بعد میں یوگیوں کے ساتھ گرو صاحب کا طویل مکالمہ ہواجو سوال جواب کی شکل میں سدھ گوشٹھی'' کے عنوان سے گروگرنتھ صاحب میں درج ہے۔

تبدیلئ قلب

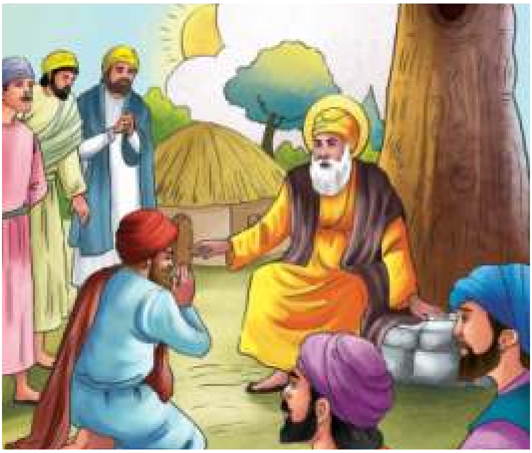

ایک دفعہ گرونانک اور بھائی مردانا موجودہ مغربی پاکستان کے تولنبا نام کے شہر میں پہنچے۔ وہاں راستے میں جگہ جگہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیے الگ الگ عبادت گاہیں اور مندر مسجد بنے ہوئے تھے۔ وہاں کے ایک شیخ نے راہ گیروں کے آرام کے لیے ایک بہت خوبصورت سرائے بھی بنا رکھا تھا۔ وہ دن میں سفر کرنے والوں کی بہت خاطر تواضع کرتا تا کہ مسافروں کے دل میں اس کے تئیں بھر پور عقیدت و اعتماد پیدا ہو جائے۔ لیکن اس کے بعد سجن نام کا یہ شیطان صفت آدمی رات کو مسافروں کو مار کر، تمام سامان لوٹ لیتا تھا۔ وہ مسافروں کے مردہ جسم کو کمروں کے پیچھے بنے ہوئے کنوئیں میں دبا دیتا تھا۔

ایک دن جب گرو صاحب اور بھائی مردانا وہاں پہنچے تو سجّن دودھ جیسے سفید کپڑے پہن کر، ایک شریف آدمی کی طرح کھڑا ہوا تھا۔ گرو صاحب کو دیکھ کر سجن نے سوچا کہ کوئی امیر آدمی اپنے خادم کے ساتھ آیا ہے اور اس نے چوروں سے بچنے کے لیے سادھو کا بھیس اختیار کر لیا ہے۔ سجن نے گرو صاحب کا بہت ادب واحترام کے ساتھ استقبال کیا اور انھیں اندر لے جا کر

ان کی خدمت میں لگ گیا۔ رات کو آرام کرنے سے پہلے گرو صاحب نے ایک لفظ کی قرات کی اور بھائی مردانہ نے رباب بجا کر گرو صاحب کا ساتھ دیا:

اجلو کیہا چلکڑا گھوٹم کالڑی مسو۔ دھوتیا جوٹھی نہ اترے جے سو دھوا تسو۔

سجڑو نئے نالی میں چلدیا نالی چلنی۔ جتھے لیکھا منگیے تتھے کھڑے دسنے۔۔1 رہاؤں۔

کوٹھے منڈپ ماڑیا پاسھو چتوی آہا۔۔تھڈ یا کمی نہ آونی وچھو سکھڑی آ آ۔2

بگا بگے کپڑے تیرتھ منجھی وسنی۔۔گھٹی گھٹی جی آ کھاوڑے بگے نہ کہیں انی۔۔3۔۔

سنمل رکھوسریوں میں جن دیکھی بھلنی۔۔سے پھل کمی نہ آونی تے گڑ میں تنی ہنی۔۔4۔۔

(گو.گر.ساص.729)

ان لائنوں کو سن کر، سجن کھڑا ہوا اور گرو صاحب کے قدموں پر گرتے ہوئے سوچنے لگا، یہ تمام باتیں میرے پچھلے اعمال کو پیش کرتی ہیں۔ اس عظیم آدمی کو میرے سبھی پچھلے اعمال کے بارے میں معلوم ہے اور ان کے اندر واقعی دوسروں کے باطن میں دیکھنے کی قوت ہے۔

سجن نے اپنی پچھلی تمام غلطیوں کے لیے گرو صاحب سے معافی مانگی اور اپنے جرائم کو قبول کیا۔ گرو صاحب نے اس سے کہا کہ وہ ان سبھی کی ضبط کی گئی جائداد واپس کر دے جس کے بارے میں اسے معلوم ہے اور غلط کمائی سے بنے اونچے محلات کو گرا دے۔ سجن نے گرو صاحب کے حکم کی تعمیل کی اور اس کے بعد ایک نیک انسان بن گیا جو ہمیشہ رب کی عبادت میں لگا رہا۔ برے سے برے آدمی پر بھی اپنے اثر کے ذریعے دل میں تبدیلی پیدا کرنا اور اسے شریف بنا دینا نانک کے طریقۂ تبلیغ کا حصہ تھا۔

افضل مذہب نہیں عمل ہونا چاہیے

گرو نانک جی کی ایک بہت مشہور کہانی ہے کہ وہ ایک طویل سفر کرتے ہوئے سعودی عرب میں مسلمانوں کے مقدس مقام مکہ پہنچے جہاں مسلمان حج کے لیے جاتے ہیں۔ کئی مہینے کے اس سفر کو نانک جی نے پیدل اور اونٹ کے ذریعے طے کیا۔ رات کو گرو صاحب مقدس کعبے کے ساتھ بنے راستے پر بیٹھ گئے اور وہیں کعبہ کی طرف پیر کر کے آرام کرنے لگے۔ گرو صاحب کو ایسا کرتے دیکھ کر، ایک مسلم عقیدت مند نے غصے میں آکر کہا، ’آپ کون ہو اور آپ اللہ کے گھر کی طرف پیر کر کے کیوں سو رہے ہو؟‘‘ جھگڑا ہوتا دیکھ کر جلد ہی وہاں اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ گرو صاحب نے نرمی سے جواب دیا، ’’بھائی! مجھے بتاؤ کہ اللہ کہاں نہیں رہتا؟‘‘ یہ بات سنتے ہی اس آدمی اور مجمع کو نئی روشنی کا احساس ہوا کہ ایشور تو ہر مقام پر موجود ہوتا ہے۔

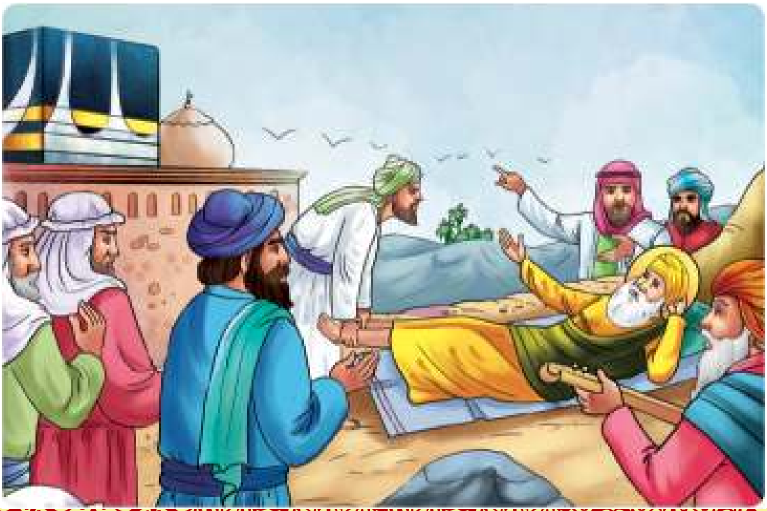

وہاں موجود سبھی حاجیوں نے گرو صاحب سے یہ بتانے کو کہا کہ ہندو بڑا ہے یا مسلمان؟ تب گرو صاحب نے انھیں مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ نیک اعمال کے بغیر کوئی بھی بڑا نہیں ہوسکتا۔صرف ہندو یا مسلمان ہونے سے ہی ایشور یا اللہ کے دربار میں مقام حاصل نہیں ہوتا۔ بھائی گرداس جی نے اپنی وار میں اس بات کو بہت واضح انداز میں لکھا ہے:

پچھنی پھولی کتاب نو ہندو وڑا کہ مسلمانوئی۔ بابا آکھی حاجیاں سبھی عملا باجھو دونوں روئی۔

ہندو مسلم کے بیچ نفرت کو ختم کر کے سب کو انسانیت کے راستے پر لانے والے نانک جی کا نام سنہرے الفاظ سے لکھا گیا ہے۔ان کے شبد مذہبی رواداری کی وانیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔اسی سفر کے دوران وہ مکہ سے آگے بغداد شہر میں پہنچے۔

بغداد شہر کے باہر کی طرف ہی ایک جگہ ٹھہر کر گرو صاحب نے نماز کے وقت شیریں آواز میں اذان دی جس سے وہاں کے لوگ حیرت زدہ ہو گئے۔کیونکہ انھوں نے اس سے پہلے کبھی اتنی میٹھی اور پیاری اذان نہیں سنی تھی۔ وہاں کا پیر بھی لوگوں کے ساتھ آیا اور اس نے گرو صاحب سے پوچھا کہ آپ کس مذہبی روایت سے تعلق رکھتے ہو؟ پیر نے گرو صاحب سے کئی سوال کیے، خاص طور پر یہ کہ ہندو اور مسلمانوں میں سے ایشور کے نزدیک افضل کون ہیں؟تو گرو صاحب نے جواب دیا،افضلیت اور شرف کا تعلق مذہب سے نہیں بلکہ اعمال سے ہے۔''

پیر کے شکوک وشبہات کو دور کرنے کے لیے گرو صاحب نے اور بھی کئی سوالوں کے جواب دیے پھر بھی پیر گرو صاحب کی یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھا کہ زمین وآسمان لامحدود ہیں۔گرو صاحب نے اس بارے میں وضاحت کرتے ہوئے پیر کے بیٹے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے آنکھیں بند کرنے کے لیے کہا۔ ایسا کرتے ہی پیر کے بیٹے نے اپنی آنکھوں سے لاتعداد آسمانوں اور زمینوں کا نظارہ کیا۔اس نے آنکھیں کھولنے کے بعد بتایا کہ اس ایک لمحے میں ہی اس نے اپنی نظروں سے کیا محسوس کیا ہے تو وہاں موجود سبھی لوگ گرو صاحب کے قدموں میں جھک گئے۔

ولی قندھاری کا غرور توڑنا

گرو نانک دیو جی نے اپنے مکہ کے سفر میں بہت دن گزارے۔ اس سفر سے واپس پنجاب کی طرف لوٹتے وقت، گرو صاحب اور بھائی مردانا حسن ابدال نام کے مقام پر پہنچے جو اب پاکستان میں ہے۔ نانک جی آرام کے لیے ایک پہاڑی کے نیچے رک گئے۔ اس پہاڑی کے اوپر ایک مسلم فقیر ولی قندھاری رہتا تھا۔

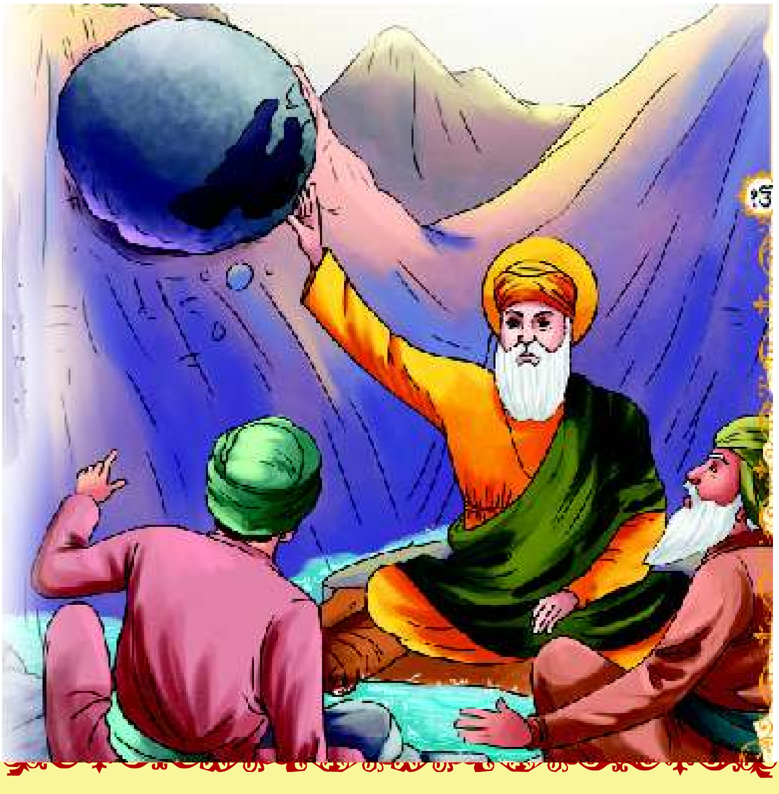

بھائی مردانا جی تھکن اور پیاس سے بے چین تھے انھوں نے پہاڑی کے اوپر ولی کے ٹھکانے پر جا کر پانی مانگا۔ولی قندھاری کے یہ پوچھنے پر کہ وہ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچے؟ انھوں نے کہا کہ وہ ایک ربابی ہیں اور گرو نانک صاحب کی صحبت میں یہاں تک پہنچے ہیں۔ ولی قندھاری نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر اس کا پیر و مرشد اتنا عظیم ہے تو اسے اپنے مرید کو پیاسا نہیں رکھنا چاہیے۔

بھائی مردانا جی پیاسے ہی واپس لوٹ آئے اور گرو صاحب کو ساری کہانی سنائی۔گرو صاحب نے ایک دفعہ پھر جا کر اس آدمی سے نرمی سے گزارش کرنے کے لیے کہا۔مردانا جی نے گرو صاحب کے حکم کی اطاعت کی لیکن پھر بھی وہاں سے مایوس ہی لوٹے۔

اب گرو صاحب نے پہاڑی کو اپنے ہاتھ میں پکڑی چھڑی کے سرے سے چھوا۔اسی وقت وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹا اور مردانا جی نے اپنی پیاس بجھائی۔لیکن ساتھ ہی پہاڑی کے اوپر ولی قندھاری کے تالاب سے پانی ختم ہونا شروع ہو گیا اور جلد ہی سوکھ گیا۔

اس سے غصہ ہو کر ولی نے اوپر سے ہی ایک بڑا پتھر نیچے کی طرف دھکیل دیا تا کہ وہ پتھر انھیں نقصان پہنچا سکے۔گرو صاحب نے پتھر کو تیزی سے نیچے کی طرف آتے دیکھ کر اپنا ہاتھ اوپر کی طرف اٹھایا اور جیسے ہی وہ پتھر گرو صاحب کے ہاتھ کے پنجے میں آیا، وہیں ٹھہر گیا۔گرو صاحب کے ہاتھ کے پنجے کے نشان اس پر نقش ہو گئے اور آج بھی گرودوارا پنجا صاحب کے مقام پر دیکھا جا سکتا ہے۔

بابر کی تحقیر

کابل کے مغل بادشاہ محمد بابر نے ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔ وہ گرونانک دیو کا ہمعصر تھا۔ جب اس نے 1520 عیسوی میں سید پور (اب ایمنا آباد، پاکستان) پر حملہ کیا تب گرونانک صاحب بھی اپنے سفر سے ہوتے ہوئے دوبارہ بھائی مردانا جی کے ساتھ سید پور پہنچے تھے۔ اس حملے کے دوران ہوئی خطرناک لوٹ اور تباہی سے گرو صاحب بہت پریشان ہوئے۔ نانک جی کو بھی اس حملے کے دوران بندی بنا لیا گیا۔ بابر کے حملے کے بارے میں

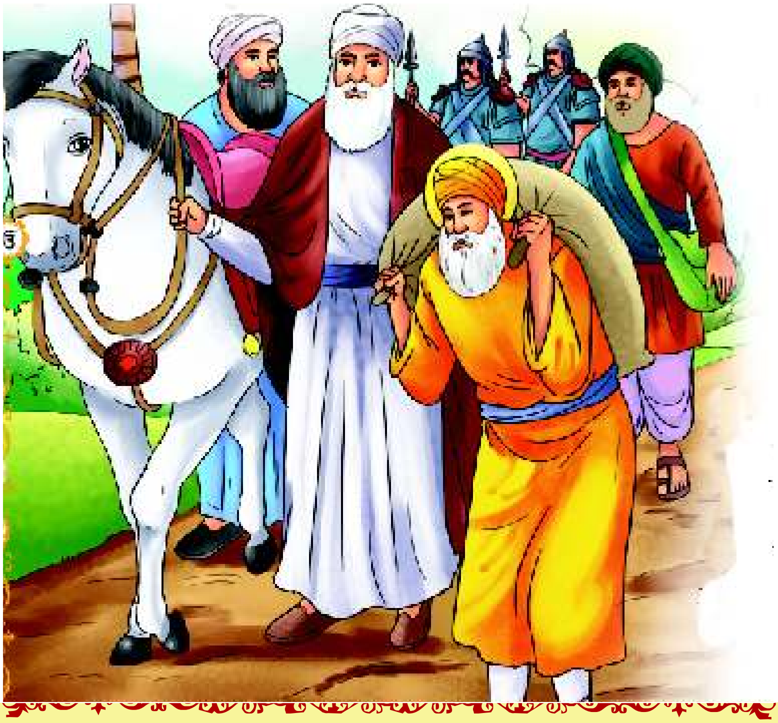

وضاحت کرتے ہوئے گرو صاحب نے چار لفظوں کی قرأت کی جسے سکھ ادب میں 'بابروانی' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ وانیاں گرو نانک صاحب جی کے مقدس جذبے سے حملہ آوروں کے ذریعے ظالموں کو للکارنے اور غیر انسانی واقعات کو محسوس کر رہے دل کے جذبات تھے۔ ساتھ ہی نانک جی نے بابر کی فوج کو 'پاپ کی بارات' کے مترادف قرار دیا ہے۔

بابر نے گرو صاحب و بھائی مردانا کو بھی اوروں کے ساتھ بندی بنا کر کام پر لگا دیا۔ گرو صاحب کو اٹھانے کے لیے وزن اور بھائی مردانا جی کو گھوڑا پکڑ کر چلنے کے لیے کہا۔ جنم ساکھیوں میں ذکر آتا ہے کہ گرو صاحب نے بغیر کسی سہارے کے ہی وزن اٹھا لیا اور بھائی مردانا جی کے پیچھے گھوڑا بغیر لگام کے ہی چلنے لگا۔

اس حادثہ کے گواہ بنے بابر نے گرو صاحب کے قدموں کو چھوتے ہوئے کہا کہ اس فقیر کو دیکھ کر خدا کا نظارہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہاں موجود سبھی لوگوں نے گرو صاحب کو جھک کر سلام کیا۔ لیکن بادشاہی کا غرور ہونے کی وجہ سے بابر نے پھر کہا، ''او درویش! مجھ سے کوئی تحفہ قبول کرو۔''

گرو صاحب نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ''مجھے کچھ نہیں چاہیے البتہ تم ان سبھی قیدیوں کو رہا کر دو اور ان کی املاک/جائداد انھیں واپس لوٹا دو۔'' بابر نے بھی گرو صاحب کے قول پر عمل کرتے ہوئے سید پور کے سبھی قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ایک سچا نام پرماتما کا

موجودہ پاکستان کے کرتارپور شہر میں شیو راتری کا عظیم الشان میلہ لگتا تھا۔ ملک کے بہت سے سادھو اور یوگی تیرتھ پر جاتے ہوئے بٹالے کے اچل مندر میں آتے تھے۔ گرونانک صاحب بھی ایک دفعہ اس میلے میں پہنچے۔ گرو صاحب کے بٹالہ پہنچنے پر ہی یہ خبر پھیل گئی کہ ایک

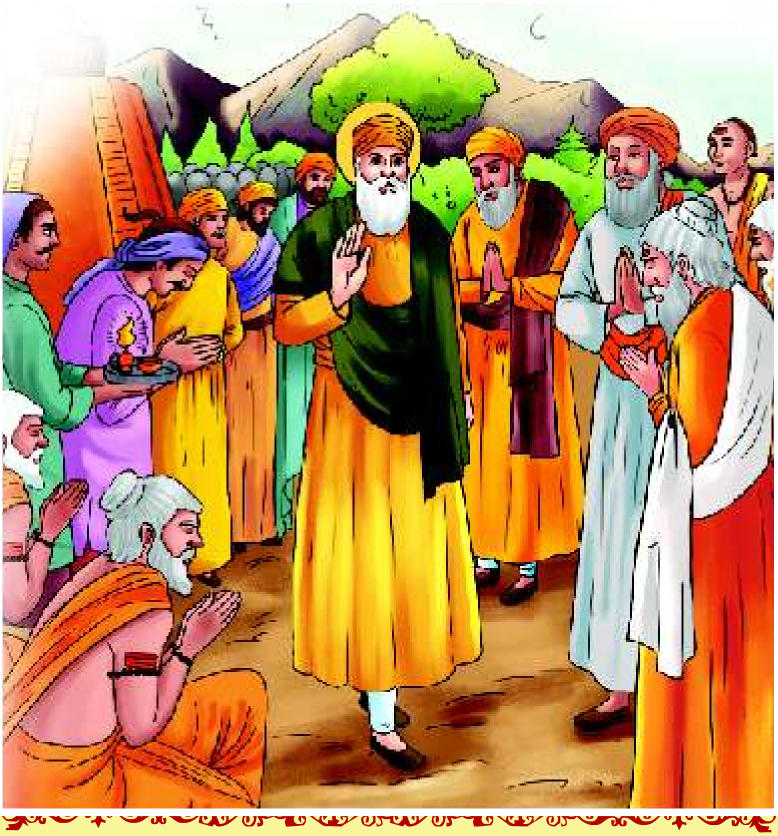

عظیم ہستی ''گرو نانک'' جی یہاں آئے ہیں اور ان کو دیکھنے کے لیے لوگ جمع ہونے لگے۔ یہاں گرو صاحب نے ناتھ یوگیوں سے طویل گفتگو کی۔ ان کے سربراہ یوگی بھنگر ناتھ نے گرو صاحب سے سوال کیا کہ '' آپ نے دودھ میں کانجی کیوں ڈال دی ہے، پھٹے ہوئے دودھ میں سے مکھن نہیں نکلتا، آپ نے کیوں اداسیوں کا بھیس بدل کر، دوبارہ خانگی زندگی اپنا لی ہے؟''۔

گرو صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا'' تم نے اپنا برتن ٹھیک سے صاف نہیں کیا، اسی لیے مکھن کڑوا ہو گیا ہے۔ تم خانگی زندگی کو چھوڑ کر یوگی بنے ہو لیکن پھر بھی کچھ لینے کے لیے تمھیں اہل خانہ کے گھر ہی جانا پڑتا ہے۔ اگر وہ تمھیں کچھ نہ دیں تو آپ کیسے زندہ رہیں گے؟''

یوگیوں نے گرو صاحب کو اپنی جادوئی طاقتوں سے متاثر کرنا چاہا اور گرو صاحب کو بھی انھوں نے معجزہ اور عملیات دکھانے کے لیے کہا۔ گرو صاحب نے ان کے اس طریقے کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ'' کمالات کے ذریعے حاصل کیا گیا علم فضول اور غیر ضروری ہوتا ہے۔ میں 'شبد' کے بغیر، کسی کے اوپر منحصر نہیں رہتا۔ پرماتما کے سچے نام کے علاوہ میرے پاس اور کوئی عمل نہیں ہے۔ ہمیں معجزہ دکھا کر خدائی قانون میں دخل نہیں دینا چاہیے۔'' گرو صاحب کا یہ پیغام سن کر یوگیوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔

بابا بڈھا جی سے ملاقات

راوی ندی کے کنارے جہاں آج کے پاکستان کا سیالکوٹ ضلع ہے، گرونانک دیو جی نے کرتار پور بسایا۔ اپنے لمبے اسفار (اداسیوں) کے بعد وہ وہیں رہنے لگے تھے۔ وہ یہاں اپنی بیوی اور دو بیٹوں کے ساتھ معمولی زندگی گزارتے ہوئے عوامی بہبود اور انسانیت کی خدمت میں لگے رہے۔ لوگ ان کے پیغامات سننے دور دور سے آتے تھے۔ اس طرح کرتار پور سکھ مذہب کا اہم مرکز بن گیا تھا۔ وہیں آخری پڑاؤ کے پہلے کتھونگل گاؤں میں سے نکلتے وقت ایک بڈھا نام کا بچہ دودھ سے بھرا کٹورا لے کر گرو صاحب سے ملنے آیا اور گزارش کی کہ ''غریب نواز! آپ کو دیکھ کر میں خوش ہوں۔ اب آپ مجھے اس زندگی اور موت کے مایا جال سے نکال دو۔'' گرو صاحب نے کہا، تمھاری عمر ابھی کم ہے پر تم باتیں بہت عقلمندی کی کرتے ہو۔'

بڈھانے جواب دیا،''ایک دفعہ ہمارے گاؤں میں کچھ سپاہیوں نے قیام کیا اور انھوں نے تمام فصل بر باد کر دی۔ پکی ہوئی فصل بھی اور کچی فصل بھی۔ تب مجھے لگا کہ ان سپاہیوں کو کوئی نہیں بتا سکتا کہ کون سی فصلیں پکی ہوئی ہیں اور کون سی کچی ہیں؟ انھوں نے تمام فصلوں کو بر باد کر دیا۔ پھر موت کو ہمارے پاس آنے سے کون روکے گا، چاہے ہم عمر میں چھوٹے ہوں یا بوڑھے۔ یہ سن کر گرو صاحب بولے''تم بچے نہیں ہو بلکہ تمھارے پاس بوڑھے لوگوں والی سمجھ ہے۔''اس دن سے بڈھا کو سبھی بھائی بوڑھا کہنے لگے اور بعد میں یہ بوڑھا بڈھا جی کے نام سے سکھ جگت میں مشہور ہوئے۔ انھوں نے اپنا بیشتر وقت اپنے گاؤں کے بجائے کرتار پور میں ہی گزارا جہاں گرو صاحب نے قیام کیا ہوا تھا۔

ملتان کے پیروں سے ملاقات

گرو نانک صاحب کی مقبولیت دن بہ دن بڑھتی جا رہی تھی۔ دنیا نے ان کے علم کا لوہا مان لیا تھا۔ وہ جہاں بھی جاتے وہاں پہلے سے موجود پیر فقیروں اور مذہب کے ٹھیکیداروں میں ہلچل مچ جاتی۔ ان کے پیروکار گرو نانک کے دلائل کو سن کر نانک جی کے ساتھ چل دیا کرتے تھے۔

ایسے میں ایک دن بٹالے سے چل کر، گرو صاحب ملتان پہنچے جو کہ مسلمان پیر فقیروں کا اہم مرکز رہا ہے۔ جیسے ہی گرو صاحب ملتان پہنچے، وہاں کے پیر گرو صاحب کے پاس دودھ کا اوپر تک بھرا ایک کٹورا لے کر پہنچ گئے۔اس طرح وہ کہنا چاہتے تھے کہ یہ مقام پہلے سے ہی مذہبی رہنماؤں سے بھرا ہوا ہے۔

گرو صاحب نے کٹورے میں دودھ کے اوپر ایک چنبیلی کا پھول رکھ دیا جو اس طرف اشارہ کرتا تھا کہ میں یہاں بغیر کسی کو ہٹائے ہی اپنا مقام بنا لوں گا۔

بابے کڑی کری بغل تے چنبیلی دودھ وچی ملائی
جیوسا گرو پچی گنگ سمائی

(بھائی گرداس، وار 1 پوڑی 44)

ملتان میں کئی لوگ گرو صاحب کے خطبات کو سننے اور ان کا دیدار کرنے کے لیے آئے، جن میں مسلم فقیروں کے مرید بھی شامل تھے۔ ملتان سے گرو صاحب ستلج ندی کے کنارے مسلم پیروں کے مرکز پاک پٹن پہنچے۔اس مقام پر گرو صاحب نے مشہور صوفی فقیر شیخ برہم سے فرید

جی کی وانی حاصل کی جو بعد میں گروگرنتھ صاحب میں بھی درج کی گئی۔اس مقدس گرنتھ میں وانی کو شامل کرنے کے لیے کسوٹی صرف گرو نانک صاحب کے اصول تھے۔گرو صاحبان کی وانی کے علاوہ اس میں ہندو عقیدت مندوں اور مسلم پیر فقیروں کی وانی کو بھی شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

گرو انگد دیو جی کو جانشینی

زندگی کے آخری دنوں میں نانک جی کی شہرت بہت زیادہ ہوگئی تھی۔اسفار کا سلسلہ ختم کر کے انھوں نے گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوئے سماجی فلاح و بہبود کے کاموں میں خود کو وقف کر دیا تھا۔اسی مقام پر کھڈور گاؤں سے ایک نیک نوجوان، بھائی لہڑا جی، گرو نانک صاحب سے ملنے آئے۔ وہ ہر برس جوالا جی کا سفر کرتے تھے۔ ایک دفعہ سفر کے بیچ میں ہی، کرتارپور سے نکلتے ہوئے، وہ گرو صاحب سے ملنے کے لیے رک گئے۔گرو صاحب نے بھائی لہڑا سے گفتگو کی جس سے ان کے خیالات میں بہت تبدیلی آئی۔انھوں نے ساتھیوں سے یہ کہتے ہوئے آگے کے سفر پر جانے سے انکار کر دیا کہ سفر کا مقصد کرتاپور میں ہی پورا ہوگیا ہے

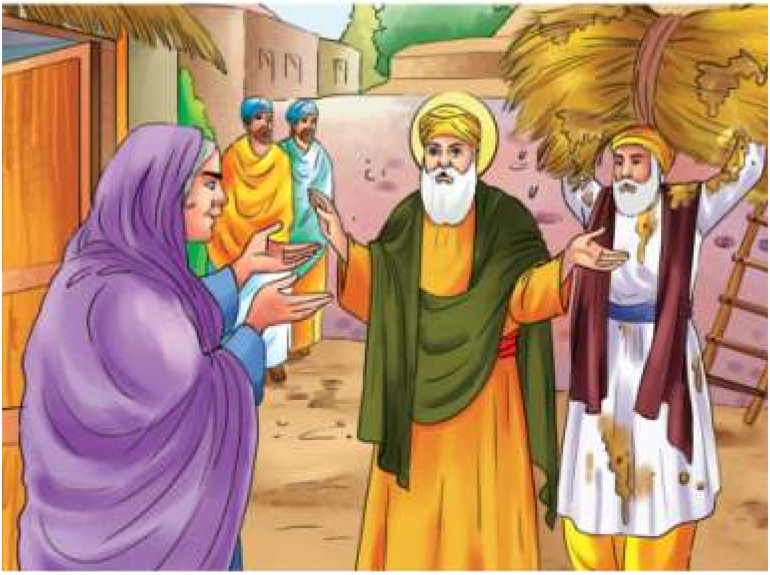

اس لیے انھیں کسی اور تیرتھ پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ گرونانک صاحب کی بقیہ زندگی تک، بھائی لہڑا کبھی کرتارپور اور کبھی کھنڈور صاحب میں رہنے لگ گئے۔

گرونانک صاحب نے بھائی لہڑا کا 'انگد' نام رکھا وہ ان کا ہی حصہ بن چکے ہیں۔ انگد جی نے اپنے آپ کو پوری طرح گرو کے 'شبد' اور خدمت خلق میں وقف کر دیا۔ ایک دفعہ انگد جی کرتارپور پہنچے تو گرونانک صاحب کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ گرو صاحب نے انھیں بھیگی ہوئی گھاس کا بنڈل اٹھا کر گھر تک لے جانے کو کہا۔ یہ نہ دیکھتے ہوئے کہ انھوں نے اس وقت نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، انھوں نے اس بھیگے بنڈل کو اٹھایا اور اپنے سر پر رکھ لیا۔ گھر پہنچنے تک، گھاس میں سے نکلتی کیچڑ کی وجہ سے ان کے سارے کپڑے خراب ہو گئے۔ جب گرو نانک صاحب کے محل میں ماں سلکھنی جی نے اس پر ناراضگی ظاہر کی تو گرونانک صاحب نے کہا ''یہ کیچڑ نہیں بلکہ کیسر کے چھینٹے ہیں۔'' یہ اشارہ انگد جی کی بے لوث خدمت اور ان کی اطاعت کی طرف تھا جس وجہ سے گرونانک صاحب نے انھیں جانشینی کے قابل مانا۔ گرونانک دیو جی نے انگد جی کے کئی امتحان بھی لیے جن میں انگد جی کی خدمت خلق رکھنے والی فطرت کو ظاہر کرنے والے کئی واقعات موجود ہیں۔

گرونانک صاحب نے 1539 عیسوی میں اپنے دونوں صاحبزادوں کو اہمیت نہ دیتے ہوئے انگد جی کو موت کے کچھ دن قبل ہی اپنا جانشین بنا دیا۔ گرونانک صاحب نے گرو انگد دیو جی کو دوسرا نانک قرار دے کر، اپنے برابر کا مقام دے کر، یہ ثابت کر دیا کہ جانشینی کا حقدار کوئی جنم سے نہیں بلکہ اپنی صفات کی وجہ سے ہوتا ہے۔

گرونانک اور اڑتا قالین

گرونانک دیو جی ایک دفعہ مردانا جی اور بالا کے ساتھ کشمیر کے سفر پر گئے۔ وہ سری نگر شہر میں آئے۔لوگ ان کے ساتھ بیٹھ کراوران کے پیغامات سن کر بہت خوش ہورہے تھے۔اس شہر میں برہم داس نام کا ایک عالم بھی رہتا تھا۔ وہ بہت بڑاعالم تھااوراسے اپنے علم کا بہت غرور تھا، جب اس نے سنا کہ ایک عظیم مرشد شہر میں آئے ہوئے ہیں تو اس نے سوچا ''مجھے لگتا ہے کہ میں اس نئے عالم کو متاثر کرسکتا ہوں۔ میں انھیں اپنا ہنر دکھاؤں گا۔ میں اس قالین پر بیٹھ کر اوراڑ کر وہاں جا تا ہوں اوراس میں کوئی شک نہیں کہ میرے اس طرح آنے پر، وہ مجھ سے پوری طرح متاثر ہوں گے۔''

وہ اپنے قالین پر چڑھ گیا، اوراڑتے ہوئے جہاں گرو کے چاروں اطراف مجمع تھا وہاں پہنچ گیا۔ سبھی لوگ خوش دکھائی دے رہے تھے۔لیکن اسے گرو نانک کہیں بھی دکھائی نہیں

دیے۔ وہ اترا اور لوگوں سے پوچھا 'گرو کہاں ہیں؟' گرو، اپنی شیریں آواز اور خوبصورت چہرے کے ساتھ، وہیں بیٹھے تھے، لیکن وہ عالم انھیں دیکھ نہیں سکا۔ لوگوں کو حیرت ہوئی اور انھوں نے عالم سے کہا، 'وہ آپ کے بالکل سامنے بیٹھے ہیں!' لیکن وہ نہیں دیکھ پایا۔ اس نے اپنا قالین اڑانے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں اڑا۔ اس کا کوئی بھی عمل کام نہیں آرہا تھا۔ نتیجتاً انھیں اپنا قالین ہاتھ کے نیچے دبا کر پیدل واپس جانا پڑا۔

بعد میں عالم نے اپنے نوکر سے پوچھا، 'کیا گرو حقیقت میں وہاں موجود تھے؟' نوکر کا جواب ہاں میں سن کر وہ حیران رہ گیا۔ نوکر نے کہا ''یہ آپ کے غرور کی وجہ سے ہوا کہ آپ انھیں دیکھ نہیں سکے۔'' اس لیے اگلے دن عالم گرو سے ملنے کے لیے پیدل گیا۔ اس دفعہ انھوں نے بھیڑ کے بیچ گرو کو دیکھا۔ عالم گرو کے سامنے جھک گیا۔ گرو نے کہا، ''یہاں بیٹھو۔'' عالم گرو کے بغل میں بیٹھے اور پوچھا، ''قابل احترام پیرومرشد جی، جب میں کل یہاں آیا تھا.....تو میں آپ کو کیوں نہیں دیکھ سکا؟'' گرو نے کہا، ''آپ اس طرح کے اندھیرے میں کیسے دیکھ سکتے ہیں؟'' ''اندھیرا؟ لیکن کل جب میں یہاں آیا تھا تب تو یہاں دن تھا۔'' گرو نے جواب دیا، ''کیا غرور سے گہرا کوئی اندھیرا ہے؟'' ان الفاظ نے عالم کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، ''آپ اڑ سکتے ہیں تو آپ سوچتے ہیں کہ آپ بہت عظیم ہیں؟ چاروں طرف دیکھیے، پنچھی اڑ سکتے ہیں، کیڑے اڑ سکتے ہیں۔ کیا آپ ان کے جیسا بننا چاہتے ہیں؟''

اس عالم کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اس نے کہا ''مہربانی کر کے مجھے معاف کیجیے، میں اپنے علم کو عظیم سمجھتا تھا، کیونکہ میں نے غیبی علم حاصل کیا ہے۔ لیکن میں مانتا ہوں کہ........... مجھے شانتی اور خوشی نہیں ملے گی۔ براہ مہربانی مجھے بتائیں، میں رب کائنات کے قدموں تک کیسے رسائی حاصل کرسکتا ہوں اور ان تک کیسے پہنچ سکتا ہوں۔'' گرو جی نے اسے سمجھایا، ''آپ عالموں کی پیروی کرتے ہیں اور اس بات کا آپ کو غرور ہو گیا ہے۔ اس طرح کا غرور لاعلمی کے اندھیرے کو بڑھاتا ہے۔ لفظ صرف تب تک ہی بامعنی ہوتے ہیں جب وہ حقیقی ہوں اور آپ جس سچ کی نمائندگی کرتے ہیں وہ صرف لفظ ہیں، حقیقت نہیں۔''

گرو نے لہک کر خوبصورت بات کہی جس کا خلاصہ اس طرح ہے:

''اگر کوئی کسی کی تعریف کرتا ہے۔ اگر کوئی طاقتور اور عظیم ہے لیکن باطن میں کوئی مقدس وصف نہیں رکھتا ہے،تو اس کی کوئی بھی اہمیت نہیں ہے۔ خالق کائنات سبھی کو ایک طرح سے ہی عطا کرتا ہے۔آیئے ہم پیار سے اس کا نام پکاریں۔ سچ کا اس عالم پر پوری طرح اثر ہو چکا تھا۔''میں نے اب باطن سے علم وحکمت اور خوشی کی تلاش کرنا سیکھ لیا ہے، باہر سے نہیں۔ مستقبل میں میں دوسروں کی خدمت کر کے اپنے غلط خیالوں سے چھٹکارا پانے کی پوری کوشش کروں گا اور ایشور کے کاموں میں منہمک رہوں گا۔''

خدا کی تلاش

ایک گاؤں میں، ایک امیر آدمی رہتا تھا۔ وہ خدا سے خاص عقیدت رکھتا تھا۔ عبادت کرنا اس کا روز کا معمول تھا۔ روز کھانے سے پہلے وہ ایشور کو یاد کرتا۔ ایک دن، اس کے دماغ میں ایک خیال آیا، کہ ''میں ایشور کی روزانہ عبادت کرتا ہوں، لیکن ایشور کہاں ہے؟'' اس لیے اس نے سبھی لوگوں کو پیغام دیا کہ اگر کوئی مجھے بتا سکتا ہے کہ ایشور کہاں ہے، تو میں انھیں سو سونے کی اشرفیاں دوں گا۔'' یہ خبر بہت جلد پھیل گئی کہ امیر آدمی ایشور کا پتہ بتانے والے کو سو سونے کی اشرفیاں دینے جا رہا ہے۔

اتنے میں ایک اجنبی آیا اور اس امیر آدمی سے کہنے لگا کہ ''اوہ، میں تمھیں بتا سکتا ہوں کہ خدا کہاں ہے؟ خدا پہاڑوں میں ہے، خدا آسمان میں ہے، سمندر میں ہے، بہت دور کے ملکوں میں ہے۔ امیر آدمی نے کہا آپ بتائیے کہ خدا حقیقت میں کہاں ہے؟ اس اجنبی آدمی نے کہا

کہ آپ مجھے بس ایک کٹوری دودھ لادیجیے۔ امیر آدمی کو سمجھ نہیں آیا کہ اس سے کیسے خدا کو جاننے میں مدد مل پائے گی۔ دودھ آنے کے بعد عقل مند شریف آدمی نے کہا،'میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنا ہاتھ دودھ کے کٹورے میں ڈالیں۔'' امیر آدمی نے دودھ میں اپنا ہاتھ ڈالا۔ عقل مند آدمی نے اس سے پوچھا،'' دودھ میں کیا ہے؟''

'' دودھ میں کچھ بھی نہیں ہے، یہ صرف دودھ کا ایک کٹورا ہے۔'' تو انھوں نے پھر پوچھا، ''کیا آپ کو یقین ہے کہ وہاں صرف دودھ ہے؟'' امیر آدمی نے کہا،'' دودھ میں کچھ نہیں ہے۔ یہ صرف دودھ کا ایک کٹورا ہے۔''

'' ٹھیک ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے ہاتھ سے دودھ کو ہلائیں۔'' امیر آدمی نے دودھ کو ہلایا۔ اس نے اسے اتنی دیر تک ہلایا کہ اسے کچھ دیر آرام کرنا پڑا۔ آرام کرنے کے بعد، اس نے پھر سے ہلانا شروع کر دیا۔ وہ ہلاتا رہا۔ واہ، کیا آپ اس پر یقین کریں گے؟ دودھ کے ایک کٹورے میں اب مکھن تھا۔ یہ چیز دودھ سے آئی تھی۔ امیر آدمی نے عقل مند آدمی کی طرف دیکھا اور کہا،'' میں نہیں سمجھا۔ آپ کیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ میں نے آپ کو یہ بتانے کے لیے کہا کہ ایشور کہاں ہے، اور آپ نے صرف دودھ کا ایک کٹورا لیا اور ہلایا۔ ہاں، میں دیکھ سکتا ہوں کہ دودھ سے مکھن نکلا۔ لیکن ایشور کہاں ہے؟

عقل مند آدمی نے کہا،'' ایشور، ایشور بہت دور نہیں ہے۔ بھگوان تمھارے اندر ہی ہے اور ہمیں کبھی کبھی جو کچھ کرنا پڑتا ہے، وہ ہے ہمارا دماغ، ہمارا دل، ہمارے جذبات، ہماری روح، ہمیں صرف ایشور کو یاد کرنا ہے۔ بھگوان کو یاد کرنا دودھ کے منتھن جیسا ہے۔ آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ ہمیں محسوس ہوگا کہ ایشور ہمارے قریب ہی ہے۔ جیسے مکھن دودھ کے اندر ہوتا ہے، ویسے ہی ایشور ہمارے اندر ہوتا ہے۔ اس بات پر امیر آدمی کو یقین ہو گیا اور وہ عقل مند آدمی کے قدموں میں گر گیا۔ امیر آدمی،'' مجھے بتاؤ، جس نے تمھیں یہ سب سکھایا ہے''۔

عقل مند آدمی نے کہا'' ہم گرونانک کے شاگرد ہیں اور گرونانک نے ہمیں یہ باتیں سکھائی ہیں۔ وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ ایشور بہت دور نہیں ہے۔ ایشور آسمان یا سمندر میں نہیں ہے، بلکہ ہمارے اندر ہی ہے۔ آپ دودھ کے کٹورے کی طرح ہیں اور آپ اپنے اندر کے دودھ کو متھنے کا کام کر سکتے ہیں۔

گرو نانک دیو جی اور کوڑھ کا مریض

گرو نانک دیو جی اور ان کے شاگرد گھومتے گھومتے ایک گاؤں میں پہنچے۔ وہاں انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی اکیلا باہر سب سے الگ تھلگ ایک جھونپڑی میں رہ رہا ہے۔

گرو نانک دیو جی: ''بھائی تم یہاں سب سے الگ کیوں رہتے ہو''؟

آدمی (دکھی دل سے): کوڑھ ایک ایسی جسمانی بیماری ہے جس کی وجہ سے آپ کے گھر والے بھی آپ کے نزدیک آنا پسند نہیں کرتے اور پورے گاؤں میں کوئی آپ کے سایے تک کے قریب نہیں آتا۔''

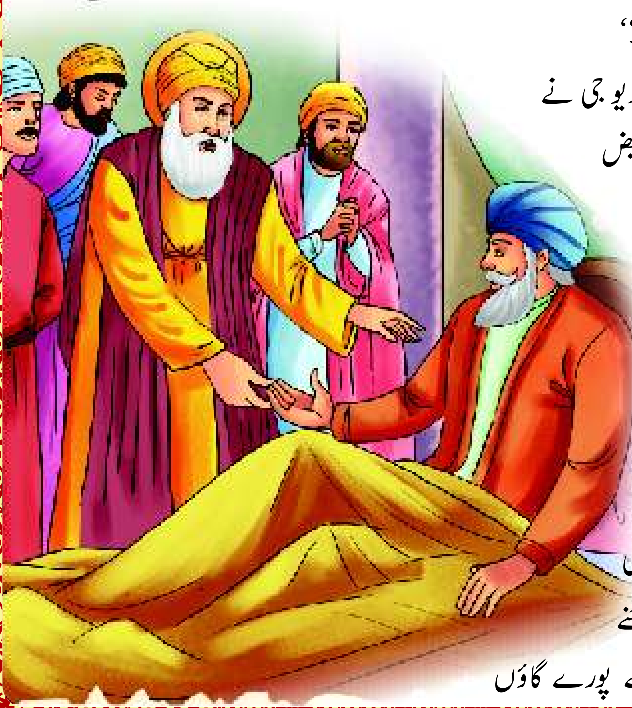

گرو نانک دیو جی نے اس کوڑھ کے مریض سے رات بھر اس کی جھونپڑی میں رکنے کی اجازت مانگی۔ مریض حیرت زدہ ہوکر گرو نانک دیو جی کی طرف دیکھنے لگا اور سوچنے لگا کہ جہاں اسے پورے گاؤں

والوں نے، یہاں تک کہ اس کے گھر والوں نے بھی خود سے الگ کر دیا ہے اور کوئی اس سے بات کرنے کا بھی روادار نہیں، وہیں گرو نانک دیو جی اور ان کے شاگرد آ کر اس کے گھر میں رات بھر ٹھہرنا چاہتے ہیں۔

وہ کچھ نہ بول سکا اور صرف گرو نانک دیو جی کو دیکھتا رہا۔

اس کے کچھ وقت بعد مردانا اور بالا نے بھجن کیرتن شروع کر دیا۔ مریض پوری طرح مگن ہو کر اور بہت توجہ سے کیرتن سننے لگا۔

گرو نانک دیو جی: ''ذرا مجھے بھی تو اپنی بیماری دکھاؤ؟''

پھر جیسے ہی وہ کوڑھی گرو نانک دیو جی کو اپنی بیماری دکھانے کے لیے اٹھا، ایک معجزہ ہوا، اس کا کوڑھ غائب ہو گیا، اس کے ہاتھ پیر کی انگلیاں سیدھی ہو گئیں۔ تمام اعضا نے صحیح طریقے سے کام کرنا شروع کر دیا اور اس کی کوڑھ کی بیماری پوری طرح سے ختم ہو گئی۔ آدمی گرو نانک دیو جی کے قدموں میں گر گیا۔

گرو نانک دیو جی نے اسے اٹھایا اور گلے لگا کر کہا ''ایشور کو یاد کرو اور لوگوں کی خدمت کرو؛ یہی انسان کی زندگی کے اہم کام ہیں۔''

امیر آدمی اور جنت کی سوئی

اپنے سفر کے دوران گرو نانک دیو جی ایک دفعہ لاہور شہر پہنچے۔ لاہور شہر میں ایک بہت امیر ساہوکار دونی چند رہتا تھا۔ دونی چند کا گھر محل جیسا خوبصورت تھا۔ گرو نانک دیو جی کے بارے میں سن کر وہ خوش ہو گیا۔ اس نے گرو نانک دیو جی کو اپنے گھر پر ایک خاص دعوت پر بلایا۔ 'گرو نانک جی نے اس کا شکریہ ادا کیا لیکن کہا کہ ''میں زندگی میں آسان چیزوں کو پسند کرتا ہوں۔''

دونی چند ماننے والوں میں سے نہیں تھا۔ وہ انھیں اس وقت تک دعوت دیتا رہا جب تک گرو نانک دیو جی نے دعوت قبول نہیں کی۔ گرو کے استقبال میں دونی چند نے عظیم الشان تقریب کا انعقاد کیا۔ گرو کے داخل ہوتے ہی دونی چند نے کہا ''یہ سب سے اچھا کھانا ہوگا، جسے آپ نے کبھی کھایا بھی نہیں ہوگا۔'' دونی چند نے دوبارہ کہا کہ ''میں بہت امیر آدمی ہوں، پورے شہر میں سب سے امیر۔ اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم کریں۔ ایسا کچھ نہیں، جو میں آپ کے لیے نہیں لا سکتا ہوں۔'' گرو نانک دیو جی ایک لمحہ کے لیے بیٹھے، بہت سوچ سمجھ کر انھوں نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی چیز باہر نکالی جو ایک باریک چاندی کی سوئی تھی۔ ایک چھوٹا سا کام ہے جو آپ میرے لیے کر سکتے ہیں۔ چاندی کی سوئی دونی چند کے سپرد کرتے ہوئے نانک جی نے کہا کہ ''آپ اس سوئی کو محفوظ رکھیں اور جب ہم اگلی دنیا میں ملیں تو آپ مجھے یہ واپس دے دینا۔'' ''بے شک، یقیناً،'' دونی چند نے کہا۔ جب گرو اور ان کے مہمان سبھی گھر جا چکے تھے، دونی چند اپنی بیوی کو ڈھونڈنے کے لیے دوڑے۔ وہ اپنی بیوی کو یہ خوشخبری دینے کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ ''گرو نانک جی نے ایک اہم کام کے لیے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔''

اس نے فخر کے ساتھ بیوی سے کہا۔
''مجھے یہ سوئی ان کو جنت میں واپس دینی ہوگی۔''سوئی دکھاتے ہوئے دونی چند بولا۔
اسے سن کر اس کی بیوی زور زور سے ہنسنے لگی۔''اوہ، جنت میں تو کوئی مع جسم نہیں جا سکتا آپ سوئی وہاں کیسے لے جاؤ گے؟'' بیوی نے کہا۔
بیوی نے دونی چند کی آنکھیں کھول دی۔ وہ بھاگا اور گرونانک دیو جی کے پاس گیا۔'او گرو! براہ مہربانی مجھے بتائیں کہ میں آپ کی سوئی کو مرنے کے بعد دوسری دنیا میں کیسے لے جا سکتا ہوں۔'' دونی چند نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

گرو نانک دیو جی نے اسے رحم بھری نظروں سے دیکھا۔''اگر آپ کسی طرح ایک چھوٹی سی سوئی کو لے جانے کا طریقہ نہیں ڈھونڈ سکتے تو آپ اتنی اکٹھا کی گئی دولت کیسے لے جاؤ گے؟''''اور اگر سب کچھ یہیں رہنا ہے تو جمع کیوں کر رہے ہو؟ آپ کے اعمال ہی آپ کے ساتھ جائیں گے؟ آپ جتنا بانٹوں گے اتنا ساتھ لے جانے والا سامان (عمل) بڑھے گا۔''امیر دونی چند کو گرو کی تعلیم سمجھ میں آ گئی۔اس دن سے انھوں نے گرو کی پیروی کی اور غریب اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا شروع کر دیا۔

گدی کا مالک

ایک دفعہ گرو نانک دیو اپنے شاگردوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شاگرد نے لجاجت سے کہا ''آپ اپنی گدی کا مالک مجھے بنا دیجیے۔'' شاگرد کی بات سن کر گرو نانک دیو جی نے خاموشی اختیار کر لی۔ سردیوں کا سویرا تھا، گرو نانک دیو جی اپنے پیروؤں کے ساتھ صبح کی تازہ ہوا میں گھومنے پھرنے کے لیے نکلے تھے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ سامنے سے ایک لکڑ ہارا سر پر بھاری بوجھ کی گٹھری لادے چلا آ رہا ہے۔ سردی کی وجہ سے اس کے ہاتھ پیروں میں اکڑن ہو رہی تھی۔ اس کا جسم ٹھیک سے ڈھکا ہوا بھی نہیں تھا۔ اس کی دردناک حالت دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ابھی گر جائے گا۔ گرو نانک دیو جی کو لکڑ ہارے پر بہت رحم آیا۔

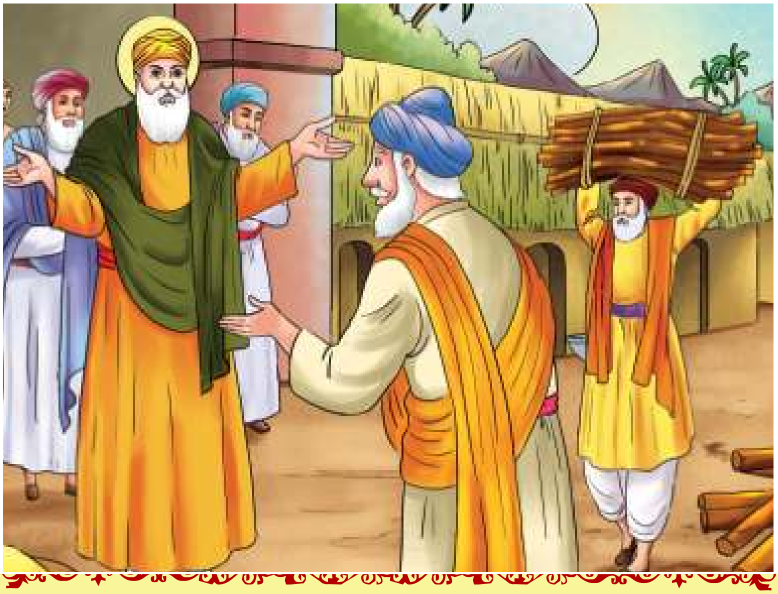

انھوں نے اپنے شاگرد سے کہا: ''بیٹا! اس بے چارے لکڑ ہارے کی مدد کر دو اور اس کے بوجھ کو اٹھا کر گھر تک پہنچا دو۔'' شاگرد (ہچکچاتے ہوئے): ''مجھے معاف کرنا میں اس بوجھ کو نہ اٹھا پاؤں گا۔ آپ کے ساتھ اتنے سارے اور لوگ بھی ہیں آپ ان میں سے کسی کو کہہ دیجیے۔'' گرو نانک دیو جی نے اپنے ایک دوسرے شاگرد سے بہت نرمی سے کہا کہ بچے تم اس لکڑ ہارے کے سامان کو اس کے گھر تک پہنچا دو۔ گرو نانک دیو جی کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے، شاگرد نے فوراً لکڑ ہارے کا بوجھ اپنے سر پر اٹھایا اور شہر کی طرف چل دیا۔

گرو نانک دیو جی (شاگرد کی طرف دیکھتے ہوئے): ''بیٹا! گدی کا مالک وہی بنتا ہے جو دوسروں کے بوجھ/مشکلات کو خوشی خوشی اپنے اوپر لے لیتا ہے۔'' کچھ وقت گزر گیا اور عادت کے مطابق گرو نانک دیو جی سویرے سویرے اپنے اسی شاگرد اور دیگر پیروکار کے ساتھ شہر کے بیچ سے گزر رہے تھے۔ وہاں سے جاتے ہوئے، اچانک ان کا پیر پھسل گیا اور ان کی کھڑاؤں بغل میں بہہ رہے نالے میں گر گئی۔ انھوں نے اپنے اسی شاگرد کی طرف بہت امید سے دیکھتے ہوئے کہا کہ ''میرا کھڑاؤں نالے میں گر گیا ہے۔ اسے باہر نکال دو ذرا۔'' نالا بہت گہرا تھا تو شاگرد نے سوچا کہ میں اس کے اندر گیا تو میرے سارے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔ یہ سوچ کر وہ اندر نہیں گیا اور گرو نانک دیو جی سے بولا، ''میرے کپڑے گندے ہو جائیں گے''، یہ سن کر گرو نانک دیو جی نے فوراً اپنے دوسرے شاگرد سے کہا کہ میری کھڑاؤں تو لے آؤ۔ گرو نانک دیو جی کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے وہ شاگرد فوراً نالے میں کودا اور کھڑاؤں نکال کر پاس کے نل سے دھو کر اسے ماتھے سے لگا کر، گرو ناک دیو جی کو پہنا دی۔

یہ سب دیکھ کر گرو نانک دیو جی نے اپنے اس شاگرد سے کہا کہ ''بیٹا! گدی کا مالک وہی بنتا ہے، جو دوسروں کی گندگی کو دھو کر اسے صاف شفاف بنا دیتا ہے۔''